بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 55

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 21

شرح چندہ
سالانہ 250 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

26 ربیع الثانی 1427 ہجری 25 ہجرت 1385 ہش 25 مئی 2006

اخبار احمدیہ

قادیان 20 مئی (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔ کل حضور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو سنگاپور، آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ اور جاپان کے سفر کے بصیرت افروز واقعات بیان فرمائے۔ احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وسلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

اپنی عبادتوں کے اور مالی قربانیوں کے معیار بلند کریں

احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے ہر لحاظ سے اپنے اندر پاک تبدیلی ہر ایک کو پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے

ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو نماز کی عادت ڈالیں۔ ان کے دل میں اللہ کی محبت راسخ کریں

خلاصہ خطبہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12.5.06 بمقام 'ناگویا'۔ جاپان

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جاپان کا جلسہ اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے یہ خطبہ جمعہ اللہ کے فضل سے براہ راست ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تمام دنیا میں نشر ہو رہا ہے پس یہ اللہ کا فضل ہے جو اللہ جماعت احمدیہ پر فرما رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے وعدوں کو ہم ہر دن پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں لیکن صرف اس بات پر ہمیں خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ اللہ اپنی تائیدات کے نظارے ہمیں دکھا رہا ہے۔ یہ ہر روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے والا فضل ہم پر بہت بڑی ذمہ داریاں ڈال رہا ہے۔ آج ان ذمہ داریوں کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے خاص طور پر آپ جو اس خطۂ زمین میں رہ رہے ہیں جن سے میں آج براہِ راست مخاطب ہوں آپ لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ کس حد تک ہم ان ذمہ داریوں کو نبھا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد کس حد تک ہم نے اپنے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا کی ہیں جو اللہ کا نیک بندہ بنانے والی ہیں۔ کس حد تک ہم نے اسلام کے پیغام کو اس علاقے کے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 1902 میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس ملک میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی طرف توجہ ہوئی تو آپ نے فرمایا اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دے گا۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔ 1935ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہاں مبلغ بھجوائے۔ 1959ء میں یہاں پہلے احمدی ہوئے اور ماشاء اللہ خوب ایمان واخلاص میں ترقی بھی کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج بھی جاپانیوں میں مذہب کے بارہ میں احترام کا جذبہ پایا جاتا ہے اور اسلام کو سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ بعض مجھ سے ملنے والوں نے اس کا اظہار بھی کیا کہ ہمیں بتایا جائے کہ اسلام کیا چیز ہے۔ حضور نے فرمایا اکثر جاپانی احمدی مرد عورتیں جماعت سے وفا رکھتے ہیں اور عہد بیعت پر پختگی سے قائم ہیں گو ان کی تعداد تھوڑی ہے۔

فرمایا آپ یہاں اسلام احمدیت کے نمائندہ ہیں اگر آپ میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی خواہش کو مدنظر رکھے تو پھر یہاں احمدیت کے پھیلنے کے امکانات ہیں۔ پس ہر احمدی اپنے آپ کو تبلیغ کے کام میں ڈالے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ صرف مبلغ کا کام ہے لیکن اس سے پہلے خود اپنا جائزہ بھی لیں کہ آپ کس حد تک اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں خود اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑیں۔ خود اپنی زندگیوں کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالیں۔ جنہوں نے یہاں کی عورتوں سے شادیاں کی ہوئی ہیں ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں ان کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پیغام پہنچائیں۔ آپ کے عملی نمونے ہی ہیں جو ان کی توجہ کو آپ کی طرف کھینچ سکتے ہیں۔ اگر آپ صرف دنیاداری کی طرف جھکے رہیں گے تو کس منہ سے ان کو آپ اسلام کی طرف بلانے والے بنیں گے۔ حضور نے عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس کے بغیر اللہ سے تعلق جوڑا جانا مشکل ہے یہی نمازوں کی حفاظت ہے جو آپ کا اور آپ کے بیوی بچوں کا تعلق اللہ سے جوڑے گی۔ اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اس کے مقابلہ پر ہر چیز کو ہیچ سمجھیں۔ اور یہی اللہ کا حکم ہے کہ ہر چیز سے زیادہ تمہارے دل میں میری یاد کی اہمیت ہونی چاہئے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا نمونہ قائم کرنا ہوگا وہ کسی قیمت پر بھی نماز ترک نہیں کرتے تھے اور ایسا کرنا کفر سمجھتے تھے پس ہمیں بھی ایسا ہی نمونہ اختیار کرنا ہوگا۔ فرمایا اپنی عبادتوں کی طرف خاص توجہ دیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کریں تا کہ خدا تعالیٰ آپ کی اور آپ کے نسلوں کی حفاظت فرمائے۔ ایک حدیث کے حوالہ سے حضور نے فرمایا نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو نماز کی عادت ڈالیں۔ ان کے دل میں اللہ کی محبت راسخ کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر اللہ کا قرب پانے کے لئے اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی بقا کے لئے نمازوں کے ساتھ مالی قربانی بھی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے ساتھ مالی قربانی کا ایک خاص تعلق ہے اور یقیناً یہ نفسوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے اس طرف بھی توجہ دیں یہ قربانیاں آپ کی اور آپ کی نسلوں کی دنیا و آخرت سنوارنے کی ضامن ہیں۔ حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کے حوالہ سے باشرح چندوں کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا اس میں بالکل جھوٹ سے کام نہیں لینا چاہئے کیونکہ کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتا یہ دوہرا گناہ ہے ایک تو کم دینا اور دوسرے جھوٹ بولنا۔ فرمایا ہاں اگر کوئی کم شرح کے ساتھ چندہ دینے کی مجھ سے درخواست کرے گا تو میں بغیر کسی تحقیق کے اس کو اجازت دے دوں گا۔ فرمایا اپنی عبادتوں کے اور مالی قربانیوں کے معیار بلند کریں۔ احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے ہر لحاظ سے اپنے اندر پاک تبدیلی ہر ایک کو پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کو اس ملک کے ہر گھر میں پہنچانے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ سب کو حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکموں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ دو دن جلسہ کے خاص طور پر دعاؤں میں گزاریں اور اللہ سے بہت مدد مانگیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نفسوں کو پاک کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے خوبصورت پیغام کو بھی اس علاقے میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

یاس ومحرومی سے پُر یہ مسلم سربراہ......علاج کیا ہے؟

قسط:1

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے ۱۱؍اپریل کو اسلام آباد میں ایک بین الاقوامی سیرت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جو فرمایا اس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

جنرل صاحب موصوف نے کہا:۔

☆......اسلام اب ایسے مقام پر آ گیا ہے اور اتنی بے چارگی کی حالت ہوگئی ہے کہ اب ذکر کرنے کے قابل بھی نہیں رہ گیا۔

☆......دنیا اسلام کو نہایت گھٹیا نظروں سے دیکھ رہی ہے۔

☆......ڈیڑھ ارب مسلمان 57 ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں ان کو ترقی کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔

☆......انہوں نے کہا میں ورلڈ اکنامک فورم میں گیا تو انہوں نے مجھے بٹھا کر اسلام کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ اسلام ملی ٹینٹ مذہب ہے جو پروگریس نہیں چاہتا وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک عدم رواداری اور عدم برداشت والا مذہب ہے۔

☆......دنیا سمجھتی ہے کہ ہم انتہا پسند مذہب ہیں ہم ٹیررسٹ ریلیجن ہیں۔

☆......دنیا سمجھتی ہے کہ Islam is not for progress اسلام میں اور موڈرنائزیشن میں تضاد ہے۔

☆......اسلام عورتوں کے حقوق کے خلاف ہے خواتین کا اسلام میں نیچا رتبہ ہے۔

اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے جنرل صاحب نے کہا کہ میں کھل کر کہتا ہوں حقیقت سننے کی طاقت پیدا کرو انہوں نے کہا کہ ہماری پرابلم یہ ہے کہ ہم ڈبل پیراڈاکس کا شکار ہیں ہمارے کچھ مذہبی عناصر جن کو اسلام کی صحیح سپرٹ کی سمجھ نہیں ہے جو حقوق العباد میں یقین نہیں رکھتے وہ اسلام کے متعلق مغرب کے منفی خیالات میں ان کی مدد کرتے ہیں کیونکہ ان مذہبی عناصر کا اپنا عمل ایسا ہے جو اسلام کو بدنام کرنے والا ہے جس کے نتیجہ میں غیر مسلموں کو خاص طور پر یورپ کو اسلام کے خلاف اعتراضات کرنے بلکہ نعوذ باللہ اسلام کی ہنسی اُڑانے کا موقع مل رہا ہے۔

جنرل صاحب نے بین الاقوامی سیرت النبی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مزید کہا کہ ہمیں جہاد کے متعلق اپنے خیالات کو بدلنا ہوگا ہمیں جہاد غربت کے خلاف کرنا ہوگا۔ ایجوکیشن کیلئے جہاد کرنا ہوگا ہمیں جہاد بالنفس کرنا ہوگا، ہم آج صرف لڑنے اور مرنے کو ہی جہاد سمجھ بیٹھے ہیں جبکہ آج مذہب کے نام پر لڑنے مرنے کا دور نہیں رہا۔

جنرل صاحب نے کہا ہم مدرسوں میں جہاد اکبر کی بات نہیں کرتے اگر ہم یہ بات سکولوں کے سلیبس میں لانا چاہیں تو یہ مذہبی عناصر شور ڈال دیتے ہیں۔

صدر پاکستان نے کہا کہ اس صورت حال میں ہم اسلئے ہیں کہ ہم نے اسلام کو ایسے عناصر کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا ہے جو ترقی پسند نہیں ہیں جو صرف حقوق اللہ کی باتیں تو کرتے ہیں لیکن حقوق العباد سے عاری ہیں بلکہ حقوق اللہ میں بھی آپس میں لڑمر کر ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔ جو مسلمانوں کو فرقہ فرقہ کر کے ان کا خون مسجدوں میں بہا رہے ہیں۔

☆......جنرل صاحب نے مزید کہا کہ ہم سیاسی طور پر بھی احساس محرومی کا شکار ہیں افغانستان، ایران، بوسنیا، چچنیا، کشمیر کسی جگہ ہمارا کوئی سننے والا نہیں ہے۔

☆......تعلیمی لحاظ سے ہم سب سے کمزور ہیں 50 فیصد سے بھی کم شرح خواندگی ہے۔

☆......ہم اقتصادی محرومی کا شکار ہیں دنیا کے سترہ غریب ترین ملکوں میں مسلمان ملک شامل ہیں جبکہ دنیا کی ستر فیصد انرجی ہمارے پاس ہے اور 40 فیصد کچے میٹریل کے ہم مالک ہیں۔ GDP پوری اُمہ کی دو ہزار ارب ڈالر نہیں ہے جبکہ جرمنی۔ جاپان۔ اور یو کے ہم سے زیادہ ہیں۔

☆......57 مسلم ممالک کے 57 سربراہوں میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اکٹھے مل کر کوئی فیصلہ لے سکیں یہاں تک کہ اسلامی سربراہ تنظیم O.I.C کیلئے فنڈ مہیا کرنے میں بھی پس وپیش سے کام لیتے ہیں O.I.C کا ادارہ تو ناکارہ ہو چکا ہے۔ اُمت مسلمہ کا مذکورہ نقشہ کھینچنے کے بعد جنرل صاحب نے کہا:۔

۱۔فرقہ بندی بند کرو۔ ۲۔فرقہ وارانہ لٹریچر بند کرو۔

۳۔مساجد میں ایک دوسرے کو گالیاں مت نکالو۔ ۴۔اسلامی مدارس کے سلیبس کو درست کرو

۵۔ہم نے لڑنے لڑانے کا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا لڑائی کے اس جہاد کو بند کرو۔ یہ دَور لڑائی اور دنگوں کا دَور نہیں ہے۔

پاکستانی سربراہ جنرل پرویز مشرف صاحب کا بین الاقوامی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس میں پاکستان اور عالم اسلام کے متعلق ایسی مایوس کن تقریر اور تمام مسلم سربراہوں اور بادشاہوں کے متعلق ایسا مایوسانہ بیان اس سے پہلے کسی مسلم ملک کے سربراہ نے نہیں دیا۔ پرویز مشرف صاحب جنہوں نے مسلم ممالک کے دورے کئے ہیں اور قریب سے تمام حالات کا جائزہ لیا ہے ان کی یہ تقریر ایک وزن رکھتی ہے انہوں نے اپنے خطاب میں مسلم علماء کی دینی حالت حقوق اللہ کے معاملات میں ان کی آپسی لڑائیاں اور حقوق العباد کے فقدان کا عبرتناک تبصرہ کیا ہے انہوں نے بتایا کہ مسلم ممالک سیاسی اعتبار سے کسی مقام پر نہیں ہیں ہر جگہ ذلت ونکبت اور شکست وادبار کا شکار ہیں غیر جو اِن کے ساتھ سلوک روا رکھے ہوئے ہیں وہ تو ہے ہی خود آپس میں بھی وہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا نہیں ہیں تمام مسلم ممالک سیاسی ابتری کا شکار ہیں جنہیں ایک دوسرے پر بھی اعتماد نہیں ہے۔

مشرف صاحب نے بتایا کہ اقتصادی اعتبار سے بھی مسلم ممالک نہایت کمزوری کا شکار ہیں تمام ممالک کی G.D.P دو ہزار ارب ڈالر سے زیادہ نہیں ہے جبکہ یورپ کے بعض چھوٹے چھوٹے ممالک کی آمد اس سے زیادہ ہے انہوں نے بتایا کہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم انکو کپاس اور چاول اور دیگر ایسی چیزیں دیتے ہیں کہ اس کے مقابل پر وہ ہمیں جو مہیا کرتے ہیں ہمیں کئی گنا رقم دے کر ان سے حاصل کرنا ہوتا ہے ہم ان سے الیکٹرانک کا سامان اور ہتھیار وغیرہ لیکر ان کے قرضوں میں دبتے چلے جا رہے ہیں۔

اسلامی ممالک کی تنظیم O.I.C کے متعلق ان کے الفاظ یقیناً حیرت انگیز اور قابل فکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ O.I.C کا ادارہ ناکارہ ہو چکا ہے اس میں کوئی جان نہیں رہ گئی 57 ممبر ایک جگہ بیٹھ کر کوئی ایک فیصلہ لینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

جنرل صاحب یاس ومحرومی سے بھری ہوئی یہ تقریر کر رہے تھے اُمہ کی بدترین حالت کا تذکرہ کر رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ کس طرح مسلمان اس وقت بدنام ہو چکے ہیں ذکر کر رہے تھے کہ اسلامی ممالک قرآن کے حکم کے خلاف چل رہے ہیں۔ ایک طرف یہ تقریر چل رہی تھی تو دوسری طرف کراچی میں اسی روز نشتر پارک میں پاکستان کی تاریخ کا بدترین ''جہاد'' ہوا۔ نشتر پارک کراچی کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس میں جلسے سے فراغت کے بعد لوگ نماز مغرب ادا کر رہے تھے اور اعلان ہوا تھا کہ نماز مغرب کے بعد بھی اجلاس جاری رہے گا کہ اچانک نماز مغرب کے دوران اسٹیج کے نیچے سے ایک زوردار دھماکہ ہوا جس سے اسٹیج پر اور اسٹیج کے قریب نمازیوں کے چیتھڑے اُڑ گئے کئی مولانا صاحبان ہلاک ہو گئے اور ہر طرف خون ہی خون بہتا ہوا نظر آنے لگا۔

عجیب بدقسمتی تھی کہ جنرل پرویز مشرف اپنے ملک اور دیگر اسلامی ممالک کا اپنی تقریر میں جو نقشہ کھینچ چکے تھے بالکل اس کی عملی تصویر تھوڑی ہی دیر میں ظاہر ہوگئی کہ پاکستان کے ''مجاہدین'' نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دن کو اپنی تخریب کاریوں اور فساد سے خالی نہیں رہنے دیا اور ایسا اس لئے ہوا کہ جنرل صاحب تو اُمت مسلمہ کی بے چارگی کمزوری اور ناگفتہ بہ حالت کا ذکر کر کے یہ تو کہتے ہیں کہ فرقہ بندی بند کرو۔ فرقہ وارانہ لٹریچر بند کرو۔ مسجد میں بددعائیں اور گالیاں نہ دو۔ جہاد لڑنے مرنے کا نام نہیں ہے لیکن دوسری طرف ان کے اپنے ہی ملک میں مذہبی آزادی اور انسانی آزادی کے خلاف قانون سازی کر کے عملاً جہاد کو جاری رکھنے کی ترغیب دی جا رہی ہے اور جب تک جنرل صاحب ان قوانین کو منسوخ نہیں کرتے اس وقت تک ان کا ایسی تقریر کرنا محض ایک دکھاوا اور کھوکھلا پن ہے۔

اور اگر ان میں سعادتمندی ہے تو ان قوانین کو منسوخ کرنا ان کیلئے اور بھی ضروری ہو گیا ہے اس لئے کہ ان پر یہ بات اب روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے سو سال قبل جس جہاد سے ان کو منع کیا تھا آج خود یہ بھی مجبور ہو کر اپنی قوم کو اس جہاد سے باز رہنے کی تلقین کر رہے ہیں جنرل پرویز مشرف فرما رہے ہیں کہ یہ دور لڑنے مرنے اور تلوار کے جہاد کا دور نہیں ہے یاد کرو یہی بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی احادیث کی روشنی میں فرمائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے مسیح موعودؑ کے دور میں جہاد بالسیف کی ممانعت کا حکم صادر فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام نے حدیث مبارک ''یضع الحرب'' (بخاری) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح کردے گا جنگوں کا التواء

پھر فرمایا

یہ حکم سن کر بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

سو سال سے مسلم سربراہان جو جہاد کے نام پر لڑائی کر رہے ہیں اور شکست پر شکست کھا رہے ہیں آج خدا نے ان کو مجبور کر دیا ہے کہ خدا کے مامور کا انکار کرنے کے باوجود اس کی بیان فرمودہ باتوں کو تسلیم کریں۔ چنانچہ ذرا سوچئے کہ پرویز مشرف صاحب کا یہ کہنا کہ اس جہاد کو بند کرو یہ لڑنے مرنے کا دور نہیں ہے کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایسی دلیل نہیں ہے جو روشن اور تابناک سورج کی طرح چمک رہی ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے خدا کے مسیح کی کہ آج مجبور ہو کر مسلم سربراہان اور خاص طور پر اس ملک کا سربراہ جس ملک نے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں انتہا کر دی مسیح موعود کے فرمانوں کی طرف لوٹ رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جب لوگ خدا کے مامور کو مان کر اس جہاد سے باز آ جائیں گے تو باقی ترقیات بھی پھر اسی کے ساتھ وابستہ ہیں۔

اس تعلق میں مزید انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں۔ (منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

آج کل کی جہادی تنظیموں نے بغیر جائز وجوہات کے اور جائز اختیارات کے اپنے جنگجوانہ نعروں اور عمل سے غیر مذہب والوں کو یہ موقع دیا ہے کہ انہوں نے نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر بیہودہ حملے کئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجسم رحم تھے اور آپ کے سینے میں وہ دل دھڑک رہا تھا کہ جس سے بڑھ کر کوئی دل رحم کے وہ اعلیٰ معیار اور تقاضے پورے نہیں کرسکتا جو آپؐ نے کئے۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت سے آزادیٔ ضمیر، آزادیٔ مذہب اورمذہبی رواداری کے نہایت خوبصورت واقعات کا دلنشیں تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 10/مارچ 2006ء بمطابق 10/امان 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر غیر مسلموں کی طرف سے جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپؐ نعوذ باللہ ایسا دین لے کر آئے جس میں سوائے سختی اور قتل وغارت گری کے کچھ اور ہے ہی نہیں اور اسلام میں مذہبی رواداری، برداشت اور آزادی کا تصور ہی نہیں ہے اور اسی تعلیم کے اثرات آج تک مسلمانوں کی فطرت کا حصہ بن چکے ہیں۔ اس بارہ میں کئی دفعہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں سے ہی بعض طبقے اور گروہ یہ تصور پیدا کرنے اور قائم کرنے میں ممد ومعاون ہوتے ہیں اور بدقسمتی سے ان کے اسی نظریے اور عمل نے غیر اسلامی دنیا میں اور خاص طور پر مغرب میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لغو اور بیہودہ اور انتہائی نازیبا اور غلیظ خیالات کے اظہار کا موقع پیدا کیا ہے۔ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ بعض طبقوں اور گروہوں کے عمل مکمل طور پر اسلامی تعلیم اور ضابطہ اخلاق کے خلاف ہیں۔ اسلام کی تعلیم تو ایک ایسی خوبصورت تعلیم ہے جس کی خوبصورتی اور حسن سے ہر تعصب سے پاک شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قرآن کریم میں متعدد جگہ اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا ذکر ملتا ہے جس میں غیر مسلموں سے حسن سلوک، ان کے حقوق کا خیال رکھنا، ان سے انصاف کرنا، ان کے دین پر کسی قسم کا جبر نہ کرنا، دین کے بارے میں کوئی سختی نہ کرنا وغیرہ کے بہت سے احکامات اپنوں کے علاوہ غیر مسلموں کے لئے ہیں۔ ہاں بعض حالات میں جنگوں کی بھی اجازت ہے لیکن وہ اس صورت میں جب دشمن پہل کرے، معاہدوں کو توڑے، انصاف کا خون کرے، ظلم کی انتہا کرے یا ظلم کرے لیکن اس میں بھی کسی ملک کے کسی گروہ یا جماعت کا حق نہیں ہے، بلکہ یہ حکومت کا کام ہے کہ فیصلہ کرے کہ کیا کرنا ہے، کس طرح اس ظلم کو ختم کرنا ہے نہ کہ ہر کوئی جہادی تنظیم اٹھے اور یہ کام کرنا شروع کردے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جنگوں کے مخصوص حالات پیدا کئے گئے تھے جن سے مجبور ہو کر مسلمانوں کو جوابی جنگیں لڑنی پڑیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ آج کل کی جہادی تنظیموں نے بغیر جائز وجوہات کے اور جائز اختیارات کے اپنے جنگجوانہ نعروں اور عمل سے غیر مذہب والوں کو یہ موقع دیا ہے اور ان میں اتنی جرأت پیدا ہوگئی ہے کہ انہوں نے نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر بیہودہ حملے کئے ہیں اور کرتے رہے ہیں جبکہ اس سراپا رحم اور محسن انسانیت اور عظیم محافظ حقوق انسانی کا تو یہ حال تھا کہ آپؐ جنگ کی حالت میں بھی کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے جو دشمن کو سہولت نہ مہیا کرتا ہو۔ آپؐ کی زندگی کا ہر عمل، ہر فعل، آپؐ کی زندگی کا پل پل اور لحہ لحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپؐ مجسم رحم تھے اور آپ کے سینے میں وہ دل دھڑک رہا تھا کہ جس سے بڑھ کر کوئی دل رحم کے وہ اعلیٰ معیار اور تقاضے پورے نہیں کرسکتا جو آپؐ نے کئے، امن میں بھی اور جنگ میں بھی، گھر میں بھی اور باہر بھی، روزمرہ کے معمولات میں بھی اور دوسرے مذاہب والوں سے کئے گئے معاہدات میں بھی۔ آپؐ نے آزادی ضمیر، مذہب اور رواداری کے معیار قائم کرنے کی مثالیں قائم کردیں۔ اور پھر جب عظیم فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو جہاں مفتوح قوم سے معافی اور رحم کا سلوک کیا، وہاں مذہب کی آزادی کا بھی پورا حق دیا اور قرآن کریم کے اس حکم کی اعلیٰ مثال قائم کردی کہ ﴿لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (بقرہ:257) کہ مذہب تمہارے دل کا معاملہ ہے، میری خواہش تو ہے کہ تم سچے مذہب کو مان لو اور اپنی دنیا وعاقبت سنوار لو، اپنی بخشش کے سامان کرلو، لیکن کوئی جبر نہیں۔ آپؐ کی زندگی رواداری اور آزادی مذہب وضمیر کی ایسی بے شمار روشن مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ ان میں سے چند ایک کا میں ذکر کرتا ہوں۔

کون نہیں جانتا کہ مکہ میں آپؐ کی دعویٰ نبوت کے بعد کی 13 سالہ زندگی، کتنی سخت تھی اور کتنی تکلیف دہ تھی اور آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کتنے دکھ اور مصیبتیں برداشت کیں۔ دوپہر کے وقت تپتی ہوئی گرم ریت پر لٹائے گئے، گرم پتھر ان کے سینوں پر رکھے گئے۔ کوڑوں سے مارے گئے، عورتوں کی ٹانگیں چیر کر مارا گیا، قتل کیا گیا، شہید کیا گیا۔ آپؐ پر مختلف قسم کے مظالم ڈھائے گئے۔ سجدے کی حالت میں بعض دفعہ اونٹ کی اوجھڑی لاکر آپؐ کی کمر پر رکھ دی گئی جس کے وزن سے آپؐ اٹھ نہیں سکتے تھے۔ طائف کے سفر میں بچے آپؐ پر پتھراؤ کرتے رہے، بیہودہ اور غلیظ زبان استعمال کرتے رہے۔ ان کے سرداران کو ہلاشیری دیتے رہے، ان کو ابھارتے رہے۔ آپؐ اتنے زخمی ہوگئے کہ سر سے پاؤں تک لہولہان ہیں، اوپر سے بہتا ہوا خون جوتی میں بھی آ گیا۔ شعب ابی طالب کا واقعہ ہے۔ آپؐ کو، آپؐ کے خاندان کو، آپؐ کے ماننے والوں کو کئی سال تک محصور کردیا گیا۔ کھانے کو کچھ نہیں تھا، پینے کو کچھ نہیں تھا۔ بچے بھی بھوک پیاس سے بلک رہے تھے، کسی صحابی کو ان حالات میں اندھیرے میں زمین پر پڑی ہوئی کوئی نرم چیز پاؤں میں محسوس ہوئی تو اسی کو اٹھا کر منہ میں ڈال لیا کہ شاید کوئی کھانے کی چیز ہو۔ یہ حالت تھی بھوک کی اضطراری کیفیت۔ تو یہ حالات تھے۔ آخر جب ان حالات سے مجبور ہو کر ہجرت کرنی پڑی اور ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو وہاں بھی دشمن نے پیچھا نہیں چھوڑا اور حملہ آور ہوئے۔ مدینہ کے رہنے

والے یہودیوں کو آپؐ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی۔ ان حالات میں جن کا میں نے مختصراً ذکر کیا ہے اگر جنگ کی صورت پیدا ہو اور مظلوم کو بھی جواب دینے کا موقع ملے، بدلہ لینے کا موقع ملے تو وہ بھی کوشش کرتا ہے کہ پھر اس ظلم کا بدلہ بھی ظلم سے لیا جائے۔ کہتے ہیں کہ جنگ میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے نبی ﷺ نے اس حالت میں بھی نرم دلی اور رحمت کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے۔ مکّہ سے آئے ہوئے ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا تمام تکلیفوں کے زخم ابھی تازہ تھے۔ آپؐ کو اپنے ماننے والوں کی تکلیفوں کا احساس اپنی تکلیفوں سے بھی زیادہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن پھر بھی اسلامی تعلیم اور اصول وضوابط کو آپؐ نے نہیں توڑا۔ جو اخلاقی معیار آپؐ کی فطرت کا حصہ تھے اور جو تعلیم کا حصہ تھے ان کو نہیں توڑا۔ آج دیکھ لیں بعض مغربی ممالک جن سے جنگیں لڑ رہے ہیں ان سے کیا کچھ نہیں کرتے۔ لیکن اس کے مقابلے میں آپؐ کا اسوہ دیکھیں جس کا تاریخ میں، ایک روایت میں یوں ذکر ملتا ہے۔

جنگ بدر کے موقع پر جس جگہ اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا تھا وہ کوئی ایسی اچھی جگہ نہیں تھی۔ اس پر خبابؓ بن منذر نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ جہاں آپ نے پڑاؤ ڈالنے کی جگہ منتخب کی ہے آیا یہ کسی خدائی الہام کے ماتحت ہے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے؟ یا یہ جگہ آپؐ نے خود پسند کی ہے، آپ کا خیال ہے کہ فوجی تدبیر کے طور پر یہ جگہ اچھی ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو محض جنگی حکمت عملی کے باعث میرا خیال تھا کہ یہ جگہ بہتر ہے، اونچی جگہ ہے تو انہوں نے عرض کی کہ یہ مناسب جگہ نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو لے کر چلیں اور پانی کے چشمے پر قبضہ کر لیں۔ وہاں ایک حوض بنالیں گے اور پھر جنگ کریں گے۔ اس صورت میں ہم تو پانی پی سکیں گے لیکن دشمن کو پانی پینے کے لئے نہیں ملے گا۔ تو آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے چلو تمہاری رائے مان لیتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ چل پڑے اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ تھوڑی دیر کے بعد قریش کے چند لوگ پانی پینے اس حوض پر آئے تو صحابہ نے روکنے کی کوشش کی تو آپؐ نے فرمایا: انہیں ان کو پانی لے لینے دو۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد نمبر2 صفحہ284۔ جنگ بدر اسلام بن حزام)

تو یہ ہے اعلیٰ معیار آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا کہ باوجود اس کے کہ دشمن نے کچھ عرصہ پہلے مسلمانوں کے بچوں تک کا دانہ پانی بند کیا ہوا تھا۔ لیکن آپؐ نے اس سے صرف نظر کرتے ہوئے دشمن کی فوج کے سپاہیوں کو جو پانی کے تالاب، چشمے تک پانی لینے کے لئے آئے تھے اور جس پر آپؐ کا تصرف تھا، آپ کے قبضے میں تھا، انہیں پانی لینے سے نہ روکا۔ کیونکہ یہ اخلاقی ضابطوں سے گری ہوئی حرکت تھی۔ اسلام پر سب سے بڑا اعتراض یہی کیا جاتا ہے کہ تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ یہ لوگ جو پانی لینے آئے تھے ان سے زبردستی بھی کی جاسکتی تھی کہ پانی لینا ہے تو ہماری شرطیں مان لینا۔ کفار کئی جنگوں میں اس طرح کرتے رہے ہیں۔ لیکن نہیں، آپؐ نے اس طرح نہیں فرمایا۔ یہاں کہا جاسکتا ہے کہ ابھی مسلمانوں میں پوری طاقت نہیں تھی، کمزوری تھی، اس لئے شاید جنگ سے بچنے کیلئے یہ احسان کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے۔ مسلمانوں کے بچے بچے کو یہ پتہ تھا کہ کفار مکہ مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں اور مسلمان کی شکل دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ اس لئے یہ خوش فہمی کسی کو نہیں تھی اور آنحضرت ﷺ کو تو اس قسم کی خوش فہمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے تو یہ سب کچھ، یہ شفقت کا سلوک سراپا رحمت ہونے اور انسانی قدروں کی پاسداری کی وجہ سے کیا تھا۔ کیونکہ آپ نے ہی ان قدروں کی پہچان کی تعلیم دینی تھی۔

پھر اس دشمن اسلام کا واقعہ دیکھیں جس کے قتل کا حکم جاری ہو چکا تھا۔ لیکن آپؐ نے نہ صرف اسے معاف فرمایا بلکہ مسلمانوں میں رہتے ہوئے اسے اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت آپؐ نے عطا فرمائی۔ چنانچہ اس واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے کہ:

ابو جہل کا بیٹا عکرمہ اپنے باپ کی طرح عمر بھر رسول اللہ ﷺ سے جنگیں کرتا رہا۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول کریم ﷺ کے اعلان عفو اور امان کے باوجود فتح مکہ کے موقع پر ایک دستے پر حملہ آور ہوا اور حرم میں خونریزی کا باعث بنا۔ اپنے جنگی جرائم کی وجہ سے ہی وہ واجب القتل ٹھہرایا گیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے سامنے اس وقت کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ اس لئے فتح مکہ کے بعد جان بچانے کیلئے وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کی بیوی رسول اللہ ﷺ سے اس کی معافی کی طالب ہوئی تو آپؐ نے بڑی شفقت فرماتے ہوئے اسے معاف فرمادیا۔ اور پھر جب وہ اپنے خاوند کو لینے کیلئے خود گئی تو عکرمہ کو اس معافی پر یقین نہیں آتا تھا کہ میں نے اتنے ظلم کئے ہوئے ہیں، اتنے مسلمان قتل کئے ہوئے ہیں، آخری دن تک میں لڑائی کرتا رہا ہوں تو مجھے کس طرح معاف کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال وہ کسی طرح یقین دلا کر اپنے خاوند عکرمہ کو واپس لے آئی۔ چنانچہ جب عکرمہ واپس آئے تو آنحضرت ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے اور اس بات کی تصدیق چاہی تو اس کی آمد پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے احسان کا حیرت انگیز سلوک کیا۔ پہلے تو آپ دشمن قوم کے سردار کی عزت کی خاطر کھڑے ہوگئے کہ یہ دشمن قوم کا سردار ہے اس لئے اس کی عزت کرنی ہے۔ اس لئے کھڑے ہوگئے اور پھر عکرمہ کے پوچھنے پر فرمایا کہ واقعی میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

(موطا امام مالک کتاب النکاح)

عکرمہ نے پھر پوچھا کہ اپنے دین پر رہتے ہوئے؟ یعنی میں مسلمان نہیں ہوا۔ اس شرک کی حالت میں مجھے آپ نے معاف کیا ہے، آپ نے مجھے بخش دیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر عکرمہ کا سینہ اسلام کیلئے کھل گیا اور بے اختیار کہہ اٹھا کہ اے محمد (ﷺ) آپ واقعی بے حد حلیم اور کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حسن خلق اور احسان کا یہ معجزہ دیکھ کر عکرمہ مسلمان ہوگیا۔

(السیرۃ الحلبیہ۔ جلد سوم صفحہ109 مطبوعہ بیروت)

تو اسلام اس طرح حسن اخلاق سے اور آزادی ضمیر و مذہب کے اظہار کی اجازت سے پھیلا ہے۔ حسن خلق اور آزادی مذہب کا یہ تیر ایک منٹ میں عکرمہ جیسے شخص کو گھائل کر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے قیدیوں اور غلاموں تک کو یہ اجازت دی تھی کہ جو مذہب چاہو اختیار کرو۔ لیکن اسلام کی تبلیغ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسلام کی تعلیم کے بارے میں بتاؤ کیونکہ لوگوں کو پتہ نہیں ہے۔ یہ خواہش اس لئے ہے کہ یہ تمہیں اللہ کا قرب عطا کرے گی اور تمہاری ہمدردی کی خاطر ہی ہم تم سے یہ کہتے ہیں۔

چنانچہ ایک قیدی کا ایک واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے۔ سعید بن ابی سعید بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول کریم ﷺ نے نجد کی طرف مہم بھیجی تو بنو حنیفہ کے ایک شخص کو قیدی بنا کر لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا۔ صحابہ نے اسے مسجد نبویؐ کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ رسول کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے ثمامہ تیرے پاس کیا عذر ہے یا تیرا کیا خیال ہے کہ تجھ سے کیا معاملہ ہوگا۔ اس نے کہا میرا ظن اچھا ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپؐ ایک خون بہانے والے شخص کو قتل کریں گے اور اگر آپ انعام کریں تو آپ ایک ایسے شخص پر انعام کریں گے جو کہ احسان کی قدر دانی کرنے والا ہے۔ اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہے لے لیں۔ اس کے لئے اتنا مال اس کی قوم کی طرف سے دیا جاسکتا تھا۔ یہاں تک کہ اگلا دن چڑھ آیا۔ آپ ﷺ پھر تشریف لائے اور ثمامہ سے پوچھا کیا ارادہ ہے۔ چنانچہ ثمامہ نے عرض کی کہ میں تو کل ہی آپؐ سے عرض کر چکا تھا کہ اگر آپؐ انعام کریں تو آپ ایک ایسے شخص پر انعام کریں گے جو کہ احسان کی قدر دانی کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو وہیں چھوڑا۔ پھر تیسرا دن چڑھا پھر آپ اس کے پاس گئے آپؐ نے فرمایا اے ثمامہ تیرا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی جو کچھ میں نے کہنا تھا وہ کہہ چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ تو ثمامہ کو آزاد کر دیا گیا۔ اس پر وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے باغ میں گیا اور غسل کیا اور مسجد میں داخل ہو کر کلمہ شہادت پڑھا۔ اور کہا اے محمد ﷺ بخدا مجھے دنیا میں سب سے زیادہ ناپسند آپ کا چہرہ ہوا کرتا تھا اور اب یہ حالت ہے کہ مجھے سب سے زیادہ محبوب آپ کا چہرہ ہے۔ بخدا مجھے دنیا میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ آپ کا دین ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ میرا محبوب ترین دین آپ کا لایا ہوا دین ہے۔ بخدا میں سب سے زیادہ ناپسند آپؐ کے شہر کو کرتا تھا۔ اب یہی شہر میرا محبوب ترین شہر ہے۔ آپ کے گھوڑسواروں نے مجھے پکڑ لیا جبکہ میں عمرہ کرنا چاہتا تھا۔ آپ ﷺ اس کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے آپ پوچھا کہ جاتو میں عمرہ کرنے کے لئے رہا تھا اب آپ کا کیا ارشاد ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے خوشخبری دی، مبارکباد دی اسلام قبول کرنے کی اور اسے حکم دیا کہ عمرہ کرو، اللہ قبول فرمائے گا۔ جب وہ مکہ پہنچا تو کسی نے کہا کہ کیا تو صابی ہوگیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں اور خدا کی قسم آئندہ سے یمامہ کی طرف سے گندم کا ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہیں آئے گا۔

(بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ۔ وحدیث ثمامہ بن اُثال)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ مارنے کی کوشش کی یا مارا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کوئی دانہ نہیں آئے گا۔ اور یہ اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت نہ آجائے۔ چنانچہ اس نے جا کے اپنی قوم کو کہا اور وہاں سے غلہ آنا بند ہوگیا۔ کافی بری حالت ہوگئی۔ پھر ابوسفیان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں درخواست لے کر پہنچے کہ اس طرح بھوکے مر رہے ہیں اپنی قوم پر کچھ رحم کریں۔ تو آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ غلہ اس وقت ملے گا جب تم مسلمان ہوجاؤ بلکہ فوراً ثمامہ کو پیغام بھجوایا کہ یہ پابندی ختم کرو، یہ ظلم ہے۔ بچوں، بڑوں، مریضوں، بوڑھوں کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے ان کو مہیا ہونی چاہئے۔ تو دوسرے یہ دیکھیں کہ قیدی ثمامہ سے یہ نہیں کہا کہ اب تم ہمارے قابو میں ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ تین دن تک ان کے ساتھ حسن سلوک ہوتا رہا اور پھر حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔ آزاد کر دیا اور پھر دیکھیں ثمامہ بھی بصیرت رکھتے تھے اس آزادی کو حاصل کرتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو آپ ﷺ کی غلامی میں جکڑے جانے کیلئے پیش کر دیا کہ اسی غلامی میں میری دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

پھر ایک یہودی غلام کو مجبور نہیں کیا کہ تم غلام ہو میرے قابو میں ہو اس لئے جو مَیں کہتا ہوں کرو، یہاں تک کہ اس کی ایسی بیماری کی حالت ہوئی جب دیکھا کہ اس کی حالت خطرے میں ہے تو اس کے انجام بخیر کی فکر ہوئی۔ یہ فکر تھی کہ وہ اس حالت میں دنیا سے نہ جائے جبکہ خدا کی خری شریعت کی تصدیق نہ کر رہا ہو بلکہ ایسی حالت میں جائے جب تصدیق کر رہا ہو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے سامان ہوں۔ تب عیادت کے لئے گئے اور اسے بڑے پیار سے کہا کہ اسلام قبول کر لے۔

چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ایک خادم یہودی تھا جو بیمار ہو گیا۔ رسول کریم ﷺ اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا تو اسلام قبول کر لے۔ ایک اور روایت میں ہے اس نے اپنے بڑوں کی طرف دیکھا لیکن بہر حال اس نے اجازت ملنے پر یا خود ہی خیال نے پر اسلام قبول کر لیا۔ تو یہ جو اسلام اس نے قبول کیا یہ یقیناً اس پیار کے سلوک اور آزادی کا اثر تھا جو اس لڑکے پر آپ کی غلامی کی وجہ سے تھا کہ یقیناً یہ سچا مذہب ہے اس لئے اس کو قبول کرنے میں بچت ہے۔ کیونکہ ہو نہیں سکتا کہ یہ سراپا شفقت و رحمت میری برائی کا سوچے۔ آپؐ یقیناً برحق ہیں اور ہمیشہ دوسرے کو بہترین بات ہی کی طرف بلاتے ہیں، بہترین کام کی طرف ہی بلاتے ہیں، اسی کی تلقین کرتے ہیں۔ پس یہ آزادی ہے جو پ نے قائم کی۔ دنیا میں کبھی اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔

آپ ﷺ دعویٰ نبوت سے پہلے بھی آزادی ضمیر اور آزادی مذہب اور زندگی کی آزادی پسند فرماتے تھے اور غلامی کو ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شادی کے بعد اپنا مال اور غلام آپ کو دے دیئے تو پ نے حضرت خدیجہ کو فرمایا کہ اگر یہ سب چیزیں مجھے دے رہی ہو تو پھر یہ میرے تصرف میں ہوں گے اور جو مَیں چاہوں گا کروں گا۔ انہوں نے عرض کی اسی لئے مَیں دے رہی ہوں۔ پؐ نے فرمایا کہ مَیں غلاموں کو بھی زاد کر دوں گا۔ انہوں نے عرض کی پ جو چاہیں کریں مَیں نے پ کو دے دیا، میرا اب کوئی تصرف نہیں ہے، یہ مال پ کا ہے۔ چنانچہ پؐ نے اسی وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلاموں کو بلایا اور فرمایا کہ تم سب لوگ ج سے زاد ہو اور مال کا اکثر حصہ بھی غرباء میں تقسیم کر دیا۔

جو غلام آپ نے زاد کئے ان میں ایک غلام زید نامی بھی تھے وہ دوسرے غلاموں سے لگتا ہے زیادہ ہوشیار تھے، ذہین تھے۔ انہوں نے اس بات کو سمجھ لیا کہ یہ جو مجھے آزادی ملی ہے یہ زادی تو اب مل گئی، غلامی کی جو مہر لگی ہوئی ہے وہ اب ختم ہو گئی لیکن میری بہتری اسی میں ہے کہ مَیں آپ ﷺ کی غلامی میں ہی ہمیشہ رہوں۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپؐ نے مجھے زاد کر دیا ہے لیکن میں زاد نہیں ہوتا، مَیں تو آپ کے ساتھ ہی غلام بن کے رہوں گا۔ چنانچہ پ آنحضور ﷺ کے پاس ہی رہے اور یہ دونوں طرف سے محبت کا، پیار کا تعلق بڑھتا چلا گیا۔ زید ایک مالدار خاندان کے دمی تھے، اچھے کھاتے پیتے گھر کے دمی تھے، ڈاکوؤں نے ان کو اغوا کر لیا تھا اور پھر ان کو بیچتے رہے اور بکتے بکاتے وہ یہاں تک پہنچے تھے تو ان کے جو والدین تھے، رشتہ دار عزیز بھی تلاش میں تھے۔ آخر ان کو پتہ لگا کہ یہ لڑکا مکہ میں ہے تو مکہ گئے اور پھر جب پتہ لگا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ہیں تو پ کی مجلس میں پہنچے اور وہاں جا کے عرض کی کہ پ جتنا مال چاہیں ہم سے لے لیں اور ہمارے بیٹے کو زاد کر دیں، اس کی ماں کا رو رو کے برا حال ہے۔ تو پؐ نے فرمایا کہ مَیں تو اس کو پہلے ہی آزاد کر چکا ہوں۔ یہ آزاد ہے۔ جانا چاہتا ہے تو چلا جائے اور کسی پیسے کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا بیٹے چلو۔ بیٹے نے جواب دیا کہ آپ سے مل لیا ہوں اتنا ہی کافی ہے۔ کبھی موقع ملا تو ماں سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ لیکن اب مَیں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ مَیں تو اب آنحضرت ﷺ کا غلام ہو چکا ہوں آپ سے جدا ہونے کا مجھے سوال نہیں۔ ماں باپ سے زیادہ محبت اب مجھے پ ﷺ سے ہے۔ زید کے باپ اور چچا وغیرہ نے بڑا زور دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ زید کی اس محبت کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ زید زاد تو پہلے ہی تھا مگر ج سے یہ میرا بیٹا ہے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر پھر زید کے باپ اور چچا وہاں سے اپنے وطن واپس چلے گئے اور پھر زید ہمیشہ وہیں رہے۔

(ملخص از دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ112)

تو نبوت کے بعد تو آپؐ کے ان زادی کے معیاروں کو چار چاند لگ گئے تھے۔ اب تو آپ کی نیک فطرت کے ساتھ آپ پر اُترنے والی شریعت کا بھی حکم تھا کہ غلاموں کو ان کے حقوق دو۔ اگر نہیں دے سکتے تو آزاد کر دو۔

چنانچہ ایک روایت میں تا ہے کہ ایک صحابیؓ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو آنحضرت ﷺ نے دیکھا اور بڑے غصے کا اظہار فرمایا۔ اس پر ان صحابی نے اس غلام کو زاد کر دیا۔ کہا کہ میں ان کو آزاد کرتا ہوں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نہ زاد کرتے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے تے۔ تو اب دیکھیں یہ ہے آزادی۔

پھر دوسرے مذہب کے لوگوں کیلئے اپنی اظہار رائے کا حق اور آزادی کی بھی ایک مثال دیکھیں۔ اپنی حکومت میں جبکہ پ کی حکومت مدینے میں قائم ہو چکی تھی اس وقت اس زادی کا نمونہ ملتا ہے۔

ایک روایت میں تا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو دمی پس میں گالی گلوچ کرنے لگے۔ ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی۔ مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام جہانوں پر منتخب کر کے فضیلت عطا کی۔ اس پر یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے اور چن لیا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو تھپڑ مار دیا۔ یہودی شکایت لے کر نحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا جس پر آنحضرت ﷺ نے مسلمان سے تفصیل پوچھی اور پھر فرمایا: لَا تُخَيِّرُوْنِي عَلٰى مُوْسٰى کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔

(بخاری کتاب الخصومات باب ما یذکر فی الأشخاص والخصومة بین المسلم والیهود)

تو یہ تھا آپ کا معیار آزادی، زادی مذہب اور ضمیر، کہ اپنی حکومت ہے، مدینہ ہجرت کے بعد آپ نے مدینہ کے قبائل اور یہودیوں سے امن و امان کی فضا قائم رکھنے کیلئے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے مسلمانوں کی اکثریت ہونے کی وجہ سے یا مسلمانوں کے ساتھ جو لوگ مل گئے تھے، وہ مسلمان نہیں بھی ہوئے تھے ان کی وجہ سے حکومت آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن اس حکومت کا یہ مطلب نہیں تھا کہ دوسری رعایا، رعایا کے دوسرے لوگوں کے، ان کے جذبات کا خیال نہ رکھا جائے۔ قرن کریم کی اس گواہی کے باوجود کہ آپؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں، پؐ نے یہ گوارا نہ کیا کہ انبیاء کے مقابلہ کی وجہ سے فضا کو مکدر کیا جائے۔ آپؐ نے اس یہودی کی بات سن کر مسلمان کی ہی سرزنش کی کہ تم لوگ اپنی لڑائیوں میں انبیاء کو نہ لایا کرو۔ ٹھیک ہے تمہارے نزدیک مَیں تمام رسولوں سے افضل ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی گواہی دے رہا ہے لیکن ہماری حکومت میں ایک شخص کی دل زاری اس لئے نہیں ہونی چاہئے کہ اس کے نبی کو کسی نے کچھ کہا ہے۔ اس کی مَیں اجازت نہیں دے سکتا۔ میرا احترام کرنے کیلئے تمہیں دوسرے انبیاء کا بھی احترام کرنا ہوگا۔

تو یہ تھے آپؐ کے انصاف اور زادی اظہار کے معیار جو اپنوں غیروں سب کا خیال رکھنے کیلئے آپ نے قائم فرمائے تھے۔ بلکہ بعض اوقات غیروں کے جذبات کا زیادہ خیال رکھا جاتا تھا۔

آپ کے انسانی اقدار قائم کرنے اور آپ کی رواداری کی ایک اور مثال ہے۔ روایت میں تا ہے عبدالرحمٰن بن ابی لیلہ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ کے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ جب ان کو بتایا گیا کہ یہ ذمیوں میں سے ہے تو دونوں نے کہا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو پ احتراماً کھڑے ہو گئے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اَلَيْسَتْ نَفْسًا کیا وہ انسان نہیں ہے۔ (بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنازة یهودی)

پس یہ احترام ہے دوسرے مذہب کا بھی اور انسانیت کا بھی۔ یہ اظہار اور یہ نمونے ہیں جن سے مذہبی رواداری کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ یہ اظہار ہی ہیں جن سے ایک دوسرے کے لئے نرم جذبات پیدا ہوتے ہیں اور یہ جذبات ہی ہیں جن سے پیار، محبت اور امن کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ نہ کہ جنگل کی دنیاداروں کے عمل کی طرح کہ سوائے نفرتوں کی فضا پیدا کرنے کے اور کچھ نہیں۔

پھر ایک روایت میں تا ہے فتح خیبر کے دوران توراۃ کے بعض نسخے مسلمانوں کو ملے۔ یہودی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہماری کتاب مقدس ہمیں واپس کی جائے اور رسول کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہود کی مذہبی کتابیں ان کو واپس کر دو۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ49)

باوجود اس کے کہ یہودیوں کے غلط رویے کی وجہ سے ان کو سزائیں مل رہی تھیں پؐ نے یہ برداشت نہیں فرمایا کہ دشمن سے بھی ایسا سلوک کیا جائے جس سے اس کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

یہ چند انفرادی واقعات مَیں نے بیان کئے ہیں اور مَیں نے ذکر کیا تھا کہ مدینہ میں ایک معاہدہ ہوا تھا۔ اُس معاہدے کے تحت آنحضرت ﷺ نے جو شقیں قائم فرمائی تھیں، جو روایات پہنچی ہیں ان کا مَیں ذکر کرتا ہوں کہ کس طرح اس ماحول میں جا کر آپؐ نے رواداری کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اُس معاشرے میں امن قائم فرمانے کیلئے پ کیا چاہتے تھے؟ تا کہ معاشرے میں بھی امن قائم ہو اور انسانیت کا شرف بھی قائم ہو۔ مدینہ پہنچنے کے بعد پؐ نے یہودیوں سے جو معاہدہ فرمایا اس کی چند شرائط یہ تھیں کہ

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

مسلمان اور یہودی پس میں ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف زیادتی یا ظلم سے کام نہ لیں گے۔ اور باوجود اس کے کہ ہمیشہ اس شق کو یہودی توڑتے رہے مگر پ احسان کا سلوک فرماتے رہے یہاں تک کہ جب انتہا ہوگئی تو یہودیوں کے خلاف مجبوراً سخت اقدام کرنے پڑے۔

دوسری شرط یہ تھی کہ ہر قوم کو مذہبی زادی ہوگی۔ باوجود مسلمان اکثریت کے تم اپنے مذہب میں ا زاد ہو۔

تیسری شرط یہ تھی کہ تمام باشندگان کی جانیں اور اموال محفوظ ہوں گے اور ان کا احترام کیا جائے گا سوائے اس کے کہ کوئی شخص جرم یا ظلم کا مرتکب ہو۔ اس میں بھی اب کوئی تفریق نہیں ہے۔ جرم کا مرتکب چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو اس کو بہر حال سزا ملے گی۔ باقی حفاظت کرنا سب کا مشترکہ کام ہے، حکومت کا کام ہے۔ پھر یہ کہ ہر قسم کے اختلاف اور تنازعات رسول اللہ ﷺ کے سامنے فیصلے کیلئے پیش ہوں گے اور ہر فیصلہ خدائی حکم کے مطابق کیا جائے گا۔ اور خدائی حکم کی تعریف یہ ہے کہ ہر قوم کی اپنی شریعت کے مطابق۔ فیصلہ بہر حال ا نحضرت ﷺ کے سامنے پیش ہونا ہے کیونکہ اس وقت حکومت کے مقتدر اعلیٰ پؐ تھے۔ اس لئے آپ نے فیصلہ فرمانا تھا لیکن فیصلہ اس شریعت کے مطابق ہوگا اور جب یہودیوں کے بعض فیصلے ایسے ہوئے ان کی شریعت کے مطابق تو اس پر ہی اب عیسائی اعتراض کرتے ہیں یا دوسرے مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ جی ظلم ہوا۔ حالانکہ ان کے کہنے کے مطابق ان کی شرائط پر ہی ہوئے تھے۔

پھر ایک شرط یہ ہے کہ کوئی فریق بغیر اجازت رسول اللہ ﷺ کے جنگ کے لئے نہ نکلے گا۔ اس لئے حکومت کے اندر رہتے ہوئے اس حکومت کا پابند ہونا ضروری ہے۔ اب یہ جو شرط ہے یہ جکل کی جہادی تنظیموں کیلئے بھی رہنما ہے کہ جس حکومت میں رہ رہے ہیں اس کی اجازت کے بغیر کسی قسم کا جہاد نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ اس حکومت کی فوج میں شامل ہو جائیں اور پھر اگر ملک لڑے یا حکومت تو پھر ٹھیک ہے۔

پھر ایک شرط ہے کہ اگر یہودیوں اور مسلمانوں کے خلاف کوئی قوم جنگ کرے گی تو وہ ایک دوسرے کی امداد میں کھڑے ہوں گے۔ یعنی دونوں میں سے کسی فریق کے خلاف اگر جنگ ہوگی تو دوسرے کی امداد کریں گے اور دشمن سے صلح کی صورت میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں کو اگر صلح میں کوئی منفعت مل رہی ہے، کوئی نفع مل رہا ہے، کوئی فائدہ ہو رہا ہے تو اس فائدے کو ہر ایک حصہ رسدی حاصل کرے گا۔ اسی طرح اگر مدینے پر حملہ ہوگا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کرینگے۔

پھر ایک شرط ہے کہ قریش مکہ اور ان کے معاونین کو یہود کی طرف سے کسی قسم کی امداد یا پناہ نہیں دی جائے گی کیونکہ مخالفین مکہ نے ہی مسلمانوں کو وہاں سے نکالا تھا۔ مسلمانوں نے یہاں کر پناہ لی تھی اس لئے اب اس حکومت میں رہنے والے اس دشمن قوم سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں کر سکتے اور نہ کوئی مدد لیں گے۔ ہر قوم اپنے اخراجات خود برداشت کرے گی۔ یعنی اپنے اپنے خرچ خود کریں گے۔ اس معاہدے کی رو سے کوئی ظالم یا گناہگار یا مفسد اس بات سے محفوظ نہیں ہوگا کہ اسے سزا دی جاوے یا اس سے انتقام لیا جاوے۔ یعنی جیسا کہ پہلے بھی چکا ہے کہ جو کوئی ظالم ہوگا، گناہ کرنے والا ہوگا، غلطی کرنے والا ہوگا۔ بہر حال اس کو سزا ملے گی، پکڑ ہوگی۔ اور یہ بلا تفریق ہوگی، چاہے وہ مسلمان ہے یا یہودی ہے یا کوئی اور ہے۔

پھر اسی مذہبی رواداری اور زادی کو قائم رکھنے کیلئے آپؐ نے نجران کے وفد کو مسجد نبوی میں عبادت کی اجازت دی اور انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی عبادت کی۔ جبکہ صحابہ کا خیال تھا کہ نہیں کرنی چاہئے۔ آپؐ نے کہا کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پھر اہل نجران کو جو امان نامہ آپؐ نے دیا اس کا بھی ذکر ملتا ہے اس میں آپؐ نے اپنے اوپر یہ ذمہ داری قبول فرمائی کہ مسلمان فوج کے ذریعہ سے ان عیسائیوں کی (جو نجران میں ئے تھے) سرحدوں کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کے گرجے ان کے عبادت خانے، مسافر خانے خواہ وہ کسی دور دراز علاقے میں ہوں یا شہروں میں ہوں یا پہاڑوں میں ہوں یا جنگلوں میں ہوں ان کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ ان کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی زادی ہوگی اور اُن کی اس زادی عبادت کی حفاظت بھی مسلمانوں پر فرض ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیونکہ اب یہ مسلمان حکومت کی رعایا ہیں اس لئے اس کی حفاظت اس لحاظ سے بھی مجھ پر فرض ہے کہ اب یہ میری رعایا بن چکے ہیں۔

پھر گے ہے کہ اسی طرح مسلمان اپنی جنگی مہموں میں انہیں (یعنی نصاریٰ کو) ان کی مرضی کے بغیر شامل نہیں کریں گے۔ ان کے پادری اور مذہبی لیڈر جس پوزیشن اور منصب پر ہیں وہ وہاں سے معزول نہیں کئے جائیں گے۔ اسی طرح اپنے کام کرتے رہیں گے۔ ان کی عبادت گاہوں میں مداخلت نہیں ہوگی وہ کسی بھی صورت میں زیر استعمال نہیں لائی جائیں گی۔ نہ سرائے بنائی جائیں گی نہ وہاں کسی کو ٹھہرایا جائے گا اور نہ کسی اور مقصد میں ان سے پوچھے بغیر استعمال میں لایا جائے گا۔ علماء اور راہب جہاں کہیں بھی ہوں ان سے جزیہ اور خراج وصول نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی مسلمان کی عیسائی بیوی ہوگی تو اسے مکمل زادی ہوگی کہ وہ اپنے طور پر عبادت کرے۔ اگر کوئی اپنے علماء کے پاس جا کر مسائل پوچھنا چاہے تو جائے۔ گرجوں وغیرہ کی مرمت کیلئے آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمانوں سے مالی امداد لیں اور اخلاقی امداد لیں تو مسلمانوں کو مدد کرنی چاہئے کیونکہ یہ بہتر چیز ہے اور یہ نہ قرض ہوگا اور نہ احسان ہوگا بلکہ اس معاہدے کو بہتر کرنے کی ایک صورت ہوگی کہ اس طرح کے سوشل تعلقات اور ایک دوسرے کی مدد کے کام کئے جائیں۔

تو یہ تھے آپ ﷺ کے معیار مذہبی زادی اور رواداری کے قیام کیلئے۔ اس کے باوجود پ پر ظلم کرنے اور تلوار کے زور پر اسلام پھیلانے کا الزام لگانا انتہائی ظالمانہ حرکت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”پس جبکہ اہل کتاب اور مشرکین عرب نہایت درجہ بدچلن ہو چکے تھے اور بدی کر کے سمجھتے تھے کہ ہم نے نیکی کا کام کیا ہے اور جرائم سے باز نہیں تے تھے اور امن عامہ میں خلل ڈالتے تھے تو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ہاتھ میں عنان حکومت دے کر ان کے ہاتھ سے غریبوں کو بچانا چاہا۔ اور چونکہ عرب کا ملک مطلق العنان تھا اور وہ لوگ کسی بادشاہ کی حکومت کے ماتحت نہیں تھے اس لئے ہر ایک فرقہ نہایت بے قیدی اور دلیری سے زندگی بسر کرتا تھا“۔ کوئی قانون نہیں تھا کیونکہ کسی کے ماتحت نہیں تے“ اور چونکہ ان کیلئے کوئی سزا کا قانون نہ تھا۔ اس لئے وہ لوگ روز بروز جرائم میں بڑھتے جاتے تھے۔ پس خدا نے اس ملک پر رحم کر کے...... ا نحضرت ﷺ کو اس ملک کیلئے نہ صرف رسول کر کے بھیجا بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی بنا دیا اور قر ن شریف کو ایک ایسے قانون کی طرح مکمل کیا جس میں دیوانی، فوجداری، مالی سب ہدایتیں ہیں۔ سو آنحضرت ﷺ بحیثیت ایک بادشاہ ہونے کے تمام فرقوں کے حاکم تھے اور ہر ایک مذہب کے لوگ اپنے مقدمات پؐ سے فیصلہ کراتے تھے۔

قر آن شریف سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کا نجناب کی عدالت میں مقدمہ یا تو نجناب نے تحقیقات کے بعد یہودی کو سچا کیا اور مسلمان پر اس کے دعویٰ کی ڈگری کی“۔ اس کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ ”پس بعض نادان مخالف جو غور سے قر ن شریف نہیں پڑھتے وہ ہر ایک مقام کو آنحضرت ﷺ کی رسالت کے نیچے لے تے ہیں حالانکہ ایسی سزائیں خلافت یعنی بادشاہت کی حیثیت سے دی جاتی تھیں“۔ یعنی یہ حکومت کا کام ہے۔

پھر فرماتے ہیں: ”بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد نبی جدا ہوتے تھے اور بادشاہ جدا ہوتے تھے جو امور سیاست کے ذریعے سے امن قائم رکھتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کے وقت میں یہ دونوں عہدے خدا تعالیٰ نے نجناب“۔ یعنی آنحضرت ﷺ ”ہی کو عطا کئے اور جرائم پیشہ لوگوں کو الگ الگ کر کے باقی لوگوں کے ساتھ جو برتاؤ تھا وہ یت مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے ﴿وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ۔ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ﴾ (الجزو 3 سورة آل عمران)۔ ”اور اے پیغمبر! اہل کتاب اور عرب کے جاہلوں کو کہو کہ کیا تم دین اسلام میں داخل ہوتے ہو۔ پس اگر اسلام قبول کر لیں تو ہدایت پا گئے۔ اگر منہ موڑیں تو تمہارا تو صرف یہی کام ہے کہ حکم الٰہی پہنچا دو۔ اس یت میں یہ نہیں لکھا کہ تمہارا یہ بھی کام ہے کہ تم ان سے جنگ کرو۔ اس سے ظاہر ہے کہ جنگ صرف جرائم پیشہ لوگوں کیلئے تھا کہ مسلمانوں کو قتل کرتے تھے یا امن عامہ میں خلل ڈالتے تھے اور چوری ڈاکہ میں مشغول رہتے تھے۔ اور یہ جنگ بحیثیت بادشاہ ہونے کے تھا، نہ بحیثیت رسالت“۔ یعنی کہ جب آپ حکومت کے مقتدر اعلیٰ تھے تب جنگ کرتے تھے اس لئے نہیں کرتے تھے کہ نبی ہیں۔ ” جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (الجزو 2 سورة البقرة)۔“ (ترجمہ) تم خدا کے راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ یعنی دوسروں سے کچھ غرض نہ رکھو اور زیادتی مت کرو۔ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا“۔

(چشمہ معرفت. روحانی خزائن جلد23 صفحہ 242-243)

پس جس نبی پاک ﷺ پر یہ شریعت اتری ہے کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے پر اترے ہوئے احکامات کے معاملے میں زیادتی کرتا ہو۔ آپ ﷺ نے تو فتح مکہ کے موقع پر بغیر اس شرط کے کہ اگر اسلام میں داخل ہوئے تو امان ملے گی عام معافی کا اعلان کر دیا تھا۔ اس کی ایک مثال ہم دیکھ بھی چکے ہیں۔ اس کی مختلف شکلیں تھیں لیکن اس میں یہ نہیں تھا کہ ضرور اسلام قبول کرو گے تو معافی ملے گی۔ مختلف جگہوں میں جانے اور داخل ہونے اور کسی کے جھنڈے کے نیچے نے اور خانہ کعبہ میں جانے اور کسی گھر میں جانے کی وجہ سے معافی کا اعلان تھا۔ اور یہ ایک ایسی اعلیٰ مثال تھی جو ہمیں کہیں اور دیکھنے میں نہیں ئی۔ مکمل طور پر یہ اعلان فرما دیا کہ ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ کہ جاؤ ج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ ہزاروں درُود اور سلام ہوں آپ ﷺ پر جنہوں نے اپنے یہ اعلیٰ نمونے قائم فرمائے اور ہمیں بھی اس کی تعلیم عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی بھی توفیق دے۔

قیام خلافت کیلئے مسلم دنیا کی پکار

عبدالمومن راشد استاد جامعہ احمدیہ قادیان

قارئین کرام بائبل میں یہ پیشگوئی تھی کہ آئندہ آنے والا نبی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاران کی پہاڑیوں سے جلوہ گر ہوگا۔ اگر چہ عیسائیوں نے ان الفاظ میں تحریف کر کے اس پیشگوئی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ پیشگوئی پوری شان کے ساتھ ہمارے آقا آنحضرت صلعم پر صادق آئی جب آپ دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ حق یہ ہے کہ یہی وہ مقدس جماعت اور پاک روحیں تھیں جنہوں نے آنحضرت صلعم سے براہ راست انوار قرآنیہ اور علوم دینیہ حاصل کیں اور آپ کی قربت سے مستفید ہوئے اور ان میں سے کتنے ہی خوش نصیب صحابہ ایسے تھے جنہیں اسی دنیا میں رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ کا خطاب ملا۔ چنانچہ ان نیک اور صالح اعمال بجالانے والے مقدس روحوں کی موجودگی میں جب آنحضرت صلعم کا وصال ہوا تو انہوں نے فیصلہ لیا اور اس امر پر متفق ہوئے کہ ہمارا ایک واجب الاطاعت امام ہو یعنی ہم سب کو خلافت سے منسلک ہو جانا چاہئے۔ تاریخ اسلام سے یہی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام اپنے محبوب کی جدائی پر چور چور ہو گئے لیکن پہلے خلیفہ کا انتخاب کیا اور اُس کے بعد اپنے آقا کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے آنحضرت صلعم کے ہاتھوں سے تربیت یافتہ صحابہ کرام کا اگر اپنے آپ کو نظام خلافت سے منسلک کرنا اُس وقت اہم اور ضروری تھا تو بعد میں آنیوالے مسلمان اس بابرکت نظام خلافت سے کیونکر مستثنیٰ ہو سکتے ہیں، قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ اور صحابہ کرام کے طرز عمل سے ثابت ہے کہ خلافت کا نظام ہر دور میں بلکہ ہر وقت ہی مسلمانوں کیلئے ضروری تھا اسی لئے ہر دور میں بزرگان دین نے اس نظام کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

اس زمانہ کیلئے تو آنحضرت صلعم نے خاص طور پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب مسلمانوں کے بہت سے فرقے ہو جائیں گے تو اُس وقت ایک ایسا فرقہ ہوگا جو جماعت کہلائے گا اُن کا ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ ہوگا، اُس جماعت کو لازم پکڑنا اور اُس کے ساتھ شامل ہو جانا آپؐ نے ضروری قرار دیا اور جن کا کوئی امام اور جماعت نہیں وہ پراگندہ ہیں اُن تمام فرقوں کو چھوڑ کر جنگل میں چلے جانا خواہ وہاں تجھے بھوکا رہ کر مرتے دم تک درخت کی جڑیں چبانا پڑے وہیں رہنا یہ تیرے حق میں بہتر ہوگا بہ نسبت اس کے کہ اُن پراگندہ فرقوں سے تیرا تعلق ہو۔

(بخاری کتاب المناقب باب 14)

قارئین کرام قرآنی ارشادات اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں ہمیشہ ہی بزرگان دین، علماء کرام اور مکاتب فکر خلافت کی اہمیت وضرورت پر زور دیتے رہے ہیں اور عالم اسلام کو اس نظام سے منسلک ہونے کی تحریک وتلقین کرتے رہے ہیں۔ اُن میں سے چند ایک علماء کرام اور مفکرین کے مضامین میں سے ایسے اقتباسات پیش ہیں جو خلافت کی اہمیت وضرورت اور افادیت پر روشنی ڈالتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے"

ایک خلیفہ اسلام کی ضرورت واہمیت

ہفت روزہ ترجمان دہلی 18 فروری 1994ء کا ایک نوٹ بعنوان " خیر الامت سے فریاد" ملاحظہ فرمائیے:

برادران اسلام کیا آپ کو یاد بھی ہے کہ ہماری زندگی کا پروگرام کیا ہے عالمگیر اسلام نے خیر الانام کی خیر الامت کا بہترین پروگرام مرتب کیا ہے یہ ایسی ہے اور قابل غور چیز ہے جس سے کسی سلیم الفطرت انسان کو جس نے بصدق دل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے قطعاً انکار نہیں کر سکتا لیکن کیا عرض کروں۔

اس نقطہ نگاہ سے مسلم بھائیوں کے عملی کارنامے متقصد ضرورت سے کوسوں دور ہیں۔ جاہل حضرات سے آگے گزر کر دور حاضر کے امراء فقراء علماء راہنمائے اُمت جن کو خداداد نعمت پر کچھ ناز بھی ہے اگر انکے رویہ کو توجہ قلب سے دیکھا جائے تو وہ بھی حقیقی پروگرام کے عامل شاذ و نادر ہی نظر آئیں گے کاش کہ یہ مقتدر حضرات امت محمدیہ کے راہ نما صرف رضائے مولا کیلئے متفق اور متحد ہو کر اسی چیز کی طرف اپنی اپنی دوڑ دھوپ کی توجہ فرماتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ 25 کروڑ شتر بے مہار مسلمان ہند کی باگ ڈور کا ذمہ دار یہ سالار ایک ہوتا اور اسلام ہند کی تبلیغ تنظیم اور بیت المال کا مرکز واحد ہوتا ہندوستان 25 کروڑ مسلم ہی نہیں بلکہ تمام کرہ ارض کے مسلمانوں کے وجود سے بھر پور ہوتا تبھی تو مسلمانوں کی تعلیم تبلیغ تنظیم بیت المال کی مرکزی حیثیت ایک خلیفہ اسلام کے زیر سایہ ہوتی کیونکہ اس میں مسلم اور اسلام کا انتہائی عروج اور کامیابی کا راز تھا غور کا مقام ہے مسلمانوں کا خدا لائق عبادت اور قانونی کتاب قرآن شریف اور قبلہ اور دین اسلام اور پیشوا خاتم النبیین نبی ایک ہو تو یہ ناممکن امر ہے کہ اسلام کی تعلیم تبلیغ تنظیم اور بیت المال کا مرکز واحد نہ ہو مسلمانوں کی پراگندہ کوششیں قابل شرم ہیں اب ہماری ذلت وگمنامی کا جو حال ہے اُس کا بھی سبب یہی ہے کہ ہندوستان کے موجودہ دور کے مسلمانوں نے خصوصاً امت مرحومہ کے ناخلف پیشواؤں نے قرآنی احکامات کی طرف سے روگردانی اور بے اعتنائی اختیار کی جس کا نتیجہ ظہر من الشمس ہے ہمارے پاس نہ سلطنت ہے نہ تجارت ہے نہ ملازمت ہے نہ علم وعمل ہے نہ سامان حرب ہے نہ اتحاد وملت ہے اب بھی وقت ہے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اپنی اپنی من مانی چھوڑ دو متفق اور متحد ہو کر پروگرام اسلامی کے مظہر و مترجم بن جاؤ اور خادم اسلام بن کر اعلائے کلمۃ الحق کیلئے لفظ اسلام کے نیچے جمع ہو جاؤ۔

(ماخوذ از اہل حدیث امرتسر 1946ء)

کاش خلافت علی منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو جائے

لاہور سے نکلنے والے اخبار تنظیم اہل حدیث نے 12 ستمبر 1969ء کی اشاعت میں یہ حسرت لکھا تھا کہ اگر زندگی کے ان آخری لحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علی منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اُس کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کیلئے راہ ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ کیلئے بھی کچھ کیا؟

دور حاضر میں خلافت کی اہمیت وضرورت پر بہت سے مفکرین اسلام مضامین لکھ چکے ہیں اور یہ امر بھی واضح کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل اور آپسی اتحاد واخوت اسلامی کا باعث صرف اور صرف خلافت ہی ہے۔

تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں

چنانچہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مرحوم نے لکھا تھا۔

" اتنے تفرق وتشتت کے باوجود بھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر مصر اور شام کا رخ کس طرف ہے مصر کدھر اور حجاز کی منزل کونسی ہے اور لیبیا کی کونسی ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں مملکت اسلامیہ کیوں تقسیم ہوتی ایک اسرائیل کے مقابلہ پر سب کو الگ الگ فوجیں لانا پڑتیں ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکلتے"

(صدق جدید یکم مارچ 1974ء)

عالم دین مولانا ابو الحسن ندوی خلافت کی اہمیت عظمت اور موجودہ دور میں اس کی افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عالم اسلام خلافت سے محروم ہے

اس وقت عالم اسلام خلافت کے اُس ضروری ادارے اور اُس مبارک نظام سے محروم ہے، جس کے قیام کے مسلمان مکلف بنائے گئے ہیں اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔

(تعمیر حیات لکھنؤ)

اس میں کیا شک ہے کہ

انعام خلافت ہے خدا تعالیٰ کی رحمت
وابستہ ہے اسلام کی اب اس سے ہی عظمت
اسلام کو ماضی میں جو حاصل ہوئی طاقت
یہ راز تھا طاقت کا کہ حاصل تھی خلافت

تمام لوگ کسی ایک صاحب علم وعمل مسلمان پر جمع ہو جائیں

خلافت اور واجب الاطاعت امام کی اہمیت کا اعتراف ایک اور مولانا کے الفاظ میں پڑھیئے مولانا ابو الکلام آزاد جو ہندوستان کی جانی مانی اور معروف شخصیت ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

تمام لوگ کسی ایک صاحب علم وعمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ انکا امام ہو وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔ قرآن وسنت کے ماتحت جو کچھ احکام ہوں ان کی بلاچوں وچرا تعمیل و اطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہو جائیں صرف اسی کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ صرف دل ہو جو قبول کرے۔ صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے ایک انبوہ ہے جانوروں کا ایک جنگل ہے کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو جماعت ہے نہ قوم نہ اجتماع اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں قطرے ہیں مگر دریا نہیں کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاسکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے۔

(مسئلہ خلافت صفحہ 314 مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی)

قارئین مولانا موصوف نے کتنے ہی واشگاف الفاظ میں امامت وخلافت کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور مسلمانوں کو جماعت قوم اور اجتماع سے وابستہ ہو جانے کی ترغیب دلائی ہے مگر دنیا میں آج بھی مسلمان عالم ایک بھیڑ انبوہ اور جانوروں کا ایک جنگل کے مصداق ہیں۔ کاش وہ جماعت احمدیہ کی طرف توجہ کرتے جہاں خدا کے فضل سے انہیں ایک واجب الاطاعت امام نظر آئے گا اور وہ مثبت پہلو بھی یعنی جماعت قوم اور اجتماع بھی جو امامت کے ساتھ ہی لازم وملزوم ہیں۔

نہ ہمارا اولی الامر رہ گیا ہے اور نہ ہماری گردنوں میں کسی کی بیعت کا قلادہ ہے

ایک اور مولانا کے خیالات بھی ملاحظہ فرمالیں۔

مولانا عظر یف شہباز ندوی صاحب اپنے مضمون ہفت روزہ نئی دنیا 4 مارچ 97 صفحہ ۲ پر خلافت کی حقانیت اور ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

خلافت اُس نظام کا نام ہے جسے خالق کائنات

کے احکامات کے مطابق اُس کے فرمانبردار بندے چلائیں گے گویا اصل حکمران خالق کائنات ہی ہے قانون اور حکم بھی اُس کا چلے گا اور فرمانبردار بندہ اس کی نیابت اور قائمقامی کرتے ہوئے اُس نظام کو چلائے گا اس لئے وہ خلیفہ کہلاتا ہے۔

مخالفین خلافت کو مخاطب کرتے ہوئے یہ لکھتے ہیں کہ کبھی آپ نے غور کیا کہ بغیر خلافت کے کیا حدود اللہ کا نفاذ ممکن ہے؟ چور کا ہاتھ کاٹا جاسکتا ہے زانی کو سنگسار کیا جاسکتا ہے؟ شرابی کو درے لگائے جاسکتے ہیں؟ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کا احتساب ممکن ہے؟ اور میں اس سے آگے بڑھ کر پوچھتا ہوں کہ کیا ارکان اسلام خواہ نماز ہو زکوۃ ہو کچھ معیاری شکل میں انجام پاسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ خلافت ختم ہوئی تو زکوۃ کا اجتماعی نظام اور اُس کے مطلوبہ فوائد ختم نہیں ہوگئے؟ اسی طرح دشمنان اسلام کو نیست و نابود کرنے کیلئے امت کو جس مرکزیت کی ضرورت ہے کیا وہ خلافت کے علاوہ کسی اور شکل میں حاصل ہوسکتا ہے؟ اور سب سے بڑھ کر فساد فی الارض کا خاتمہ اور عدل وانصاف کا قیام کیا کسی اجتماعی قوت کے بغیر ممکن ہے جب ان پہلوؤں سے آپ غور کریں گے تو لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ خلافت کے بغیر اسلام ادھورا رہ جاتا ہے بلکہ نعوذ باللہ لنگڑا لولا بن جاتا ہے اور اُس کے اپنی مکمل شکل میں جلوہ گر ہونے کیلئے خلافت علی منہاج نبوت کا قیام انتہائی ضروری ہے اس لئے نبی کریم صلعم نے ہجرت کے وقت ایسے اقتدار کی دُعا فرمائی تھی جو احکامات الٰہی کی بجا آوری میں اور دشمنان اسلام کا زور توڑنے میں مددگار ثابت ہو۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے السیاسۃ الشرعیہ میں لکھا ہے حکومت اسلامیہ کا قیام دین کا بلند ترین فرض ہے بلکہ اس کے بغیر دین قائم نہیں ہوسکتا صفحہ 161

اس کے بعد موصوف نے آیت قرآنی یایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامرمنکم (النساء 59) اور حدیث نبوی من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ (مسلم) کے حوالے سے مسلمانوں کی حالت پر افسوس کیا کہ ذرا اپنی حالت کا جائزہ لیکر دیکھیں کہ ہم کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ نہ ہمارا اولی الامر رہ گیا ہے اور نہ ہی ہماری گردنوں میں کسی کی بیعت کا قلادہ ہے۔

خدانخواستہ اگر ہماری اسی حالت میں موت ہوگئی تو کیا ہم جاہلیت کی موت مرنے والوں میں سے نہیں ہوں گے اور اولی الامر کی اطاعت کے حکم سے روگردانی کرنے والے قرار نہ پائیں گے۔

اسی طرح تاریخ اسلام کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ خلیفہ کا تقرر اتنی دینی شرعی اہمیت رکھتا ہے کہ جب نبی کریم صلعم کی وفات ہوئی تو فرط رنج والم میں مبتلا ہونے کے باوجود سب سے پہلے صحابہ نے خلیفہ کا انتخاب کیا پھر آپ کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے یہ صرف صحابہ پر ہی لازم نہ تھا بلکہ قیامت تک مسلمانوں پر لازم ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں صراحت فرمائی ہے کہ قیامت تک مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے کہ ایسے خلیفہ کا تقرر کریں جس کے اندر خلافت کی شرائط موجود ہوں (صفحہ ۳) آخر پر آپ تحریر کرتے ہیں کہ خلافت کی یہی وہ ضرورت واہمیت اور شرعی حیثیت ہے کہ ہر زمانے میں تمام علماء کرام اور مکاتب فکر کا اس پر اتفاق رہا ہے کہ اس کا قیام امت پر فرض ہے بگڑی ہوئی شکل میں بھی اسے غنیمت سمجھا اور اپنے آپکو اس سے وابستہ رکھنا باعث افتخار سمجھتے رہے یہی وجہ ہے کہ خلافت عثمانیہ جب یہودیوں اور انگریزوں کی سازشوں کا شکار ہوکر زوال پذیر ہونے لگی تو ساری دنیا کے مسلمانوں نے اس کی بقاء تحفظ اور احیاء کیلئے صدائے احتجاج بلند کی اور قربانیاں دیں حتیٰ کہ انگریزوں کے ماتحت ہونے کے باوجود خود ہندوستان کے مسلمانوں نے تحریک خلافت چلائی اور اسے اپنا فرض سمجھتے ہوئے ساری صلاحیتی اس کیلئے جھونک دیں شاید یہ جان کر آپ کو تعجب ہو کہ مسالک و مکاتب فکر کے اختلاف کے باوجود تمام سربرآوردہ لوگ اس تحریک میں شامل تھے اور جی جان سے لگے ہوئے تھے خود اس وقت جتنی اسلامی تحریکات چل رہی ہیں ان میں سے کون قیام خلافت کی منکر ہے؟ خواہ دنیا کے کسی گوشے میں وہ تحریکیں چل رہی ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ تعبیرات الگ الگ ہیں کوئی حکومت الٰہ کہتا ہے کوئی اقامت دین کہتا ہے کوئی دین کو زندہ کرنا کہتا ہے اور کوئی خلافت قائم کرنا کہتا ہے لیکن سب کی سپرٹ ایک ہی ہے آپ ذرا جمیعت العلماء ہند کا ابتدائی دستور اٹھا دیکھئے اس کے اندر صاف صاف خلافت کی بات کہی گئی ہے پھر بھی یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ یہ آواز صرف چند سرپھروں کی ہے سوائے لوگوں کو فریب دینے کے اور کچھ بھی محسوس نہیں ہوگی یا ان کی جہالت کی عکاسی کرتی ہے۔

(ہفت روزہ نئی دنیا 6 تا 10 مارچ 97)

شاعر مشرق علامہ اقبال نے بھی خلافت کے قیام کی تمنا کرتے ہوئے کہا تھا

تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر سے استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کے اسلاف کا قلب و جگر

☆☆☆

خلافت کے مقاصد اور برکات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لیکچر منصب خلافت کی روشنی میں

از۔ سید فہیم احمد مبلغ انچارج سکم (گنٹوک)

12 اپریل 1914 کو جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے قادیان میں ضروریات سلسلہ پر غور کرنے کیلئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ہندوستان کی دیگر جماعتوں کے نمائندے شامل ہوئے۔ ان نمائندگان کے سامنے حضرت فضل عمرؓ نے جو معرکۃ الآراء لیکچر دیا وہ منصب خلافت کے نام سے شائع ہوا۔ اس خطاب میں حضور نے سورہ بقرہ کی آیت 130 کی لطیف تفسیر فرمائی اور تلاوت آیات، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ کیلئے چند تجاویز بھی بیان فرمائیں۔ اس لیکچر میں بیان شدہ اہم امور درج ذیل ہیں۔

انبیاء کے آٹھ کام

مذکورہ کتاب میں قرآن مجید سے استدلال فرماتے ہوئے آپ نے مامورین اور اُن کے جانشینوں کے آٹھ کام بیان فرمائے۔ جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ کافروں کو مومن بنانا۔ ۲۔ مومنوں کے درستی ایمان کی کوشش کرنا۔ ۳۔ ایسے مدارس کھولنا جہاں قرآن کریم کی تعلیم دی جائے۔ ۴۔ قرآنی تعلیم پر عمل کروانا۔ ۵۔ احکام شریعت کی حقیقت اور حکمت سے آگاہ کرنا۔ ۶۔ جماعت کو گناہوں سے بچانے کی کوشش کرنا۔ ۷۔ جماعت میں نیکی کو ترویج دینا۔ ۸۔ جماعت کو دینی اور دنیاوی لحاظ سے ترقیات کی طرف لے جانا۔

دُعا

دُعا جو تزکیہ نفس کا ایک بڑا ذریعہ ہے اس کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں "مجھے یاد نہیں میں نے کبھی درد دل اور بڑے اضطراب سے دُعا کی ہو۔ اور وہ قبول نہ ہوئی ہو" (صفحہ ۲)

"یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی اضطراب اور درد سے دُعا کرے اور وہ قبول نہ ہو" (صفحہ 2/3)

"خدا تعالیٰ کی معرفت اور شناخت کا بہترین طریق دُعا ہی ہے اور مومن کی اُمیدیں اُسی سے وسیع ہوتی ہیں ...... میں نے بھی بہت دُعائیں کی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ قبول ہوں گی"۔ (صفحہ ۳)

منصب خلافت

منصب خلافت کی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔ "یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل اور امتیاز ہے جو اُس شخص کو دیا جاتا ہے جو پسند کیا جاتا ہے۔ تم خود غور کر کے دیکھو کہ یہ کام جو میں نے بتائے ہیں۔ میں نے نہیں خدا نے بتائے ہیں ...... بتادو کہ کبھی انجمن کے ذریعہ یہ کام ہوا ہو"۔ (صفحہ ۷)

انجمن

انجمن کی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپنے فرمایا "انجمنیں محض اس غرض کیلئے ہوتی ہیں کہ وہ بہی کھاتے رکھیں" (صفحہ ۷) "کیا ...... کسی انجمن کی طرف سے یہ ہدایت جاری ہوئی یا تم نے سنا ہو کہ سیکرٹری نے کہا ہو کہ میں قوم کے تزکیہ کیلئے رو رو کر دُعائیں کرتا ہوں" (صفحہ ۷)

ایک انکشاف

سورہ بقرہ کی آیت 130 کے بارہ میں آپ ایک انکشاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "میں اس راز اور حقیقت کو آج سمجھا کہ تین سال پیشتر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بجلی کی طرح میرے دل میں کیوں ڈالی۔ قبل از وقت میں اس راز سے آگاہ نہیں ہوسکتا تھا۔ مگر آج حقیقت کھلی کہ ارادہ الٰہی میں یہ میرے ہی فرائض اور کام تھے اور ایک وقت آنیوالا تھا کہ مجھے اُن کی تکمیل کیلئے کھڑا کیا جاتا تھا (صفحہ ۱۰)

دعوت الی اللہ

دعوت الی اللہ کے کام سے بھی آپ کو بچپن سے بے انتہا دلچسپی تھی اُس کی حکمت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"وہ جوش اور دلچسپی جو فطرتاً مجھے اس کام سے تھی اور اس راہ کے اختیار کرنے کی جو بے اختیار کشش میرے دل میں ہوتی تھی اس کی حقیقت کو بھی اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرے کام میں داخل تھا"

مدرسہ احمدیہ

ساری دُنیا میں پیغام حق پہنچانے کیلئے علماء کی ضرورت تھی۔ اس غرض کیلئے حضرت فضل عمرؓ نے مدرسہ احمدیہ کی بنیادوں کو مضبوط کیا آپ فرماتے ہیں۔ "میں دیکھتا تھا کہ علماء کے قائم مقام پیدا نہیں ہوتے۔ میرے دوستو یہ معمولی مصیبت اور دُکھ نہیں ہے۔ کیا تم چاہتے ہو۔ ہاں کیا تم چاہتے ہو کہ فتویٰ پوچھنے کیلئے تم ندوہ اور دوسرے غیر احمدی مدرسوں یا علماء سے سوال کرتے پھرو۔ جو تم پر کفر کے فتوے دے رہے ہیں دینی علوم کے بغیر قوم مردہ ہوتی ہے۔ پس اس خیال کو مدنظر رکھ کر باوجود پر جوش مخالفت کے میں نے مدرسہ احمدیہ کی تحریک کو اُٹھایا اور خدا کا فضل ہے کہ وہ مدرسہ دن بدن ترقی کر رہا ہے (صفحہ 18)

حضرت فضل عمرؓ کو بے حد تڑپ تھی کہ مدرسہ احمدیہ کے ذریعہ علماء تیار ہوں چنانچہ فرمایا:۔

(باقی صفحہ 15 پر دیکھیں)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Ph. (S) 01872-221672 (R) 220260
(M) 98147-58900
E-mail: Kashmirsons@yahoo.co.in
Mfrs & Suppliers of :
Gold and
Diamond Jewellery
Lucky Stones are Available here
Shivala Chowk Qadian (India)

ڈنمارک میں شائع ہونے والے توہین آمیز خاکہ اور جماعت احمدیہ ڈنمارک کا ردّعمل

نعمت اللہ بشارت۔مبلغ انچارج ڈنمارک

30 ستمبر 2005 کو ڈنمارک کے مشہور اور پرنٹی جیئس اخبار ''یولینڈ پوسٹن'' جسے ڈنمارک کا فنانشل ٹائمز کہا جاسکتا ہے نے آنحضرت ﷺ کے حوالے سے بارہ کارٹون شائع کئے۔ اور ان کی اشاعت کی وجہ کا ذکر کرتے ہوئے اخبار کے کلچرل ایڈیٹر...... مسٹر فلیمنگ روز نے آزادی ضمیر کے تحت یہ لکھا:۔

''مزاح نگار...... فرینک ویم نے حال ہی میں یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ کھلے عام ٹیلی ویژن پر قرآن کی تعلیم کا مذاق اڑانے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ ایک کارٹونسٹ جو بچوں کی ایک کتاب میں محمد ﷺ کی تصویر بنانا چاہتا ہے نے اپنا نام خفیہ رکھنے کی خواہش ظاہر کی ہے اور ایسا ہی خیال مغربی یورپین ترجمانوں کا بھی ہے جنہوں نے اسلامی تنقیدی مقالوں کا مجموعہ لکھا ہے۔ ایک اہم آرٹ میوزیم نے مسلمانوں کے ردعمل کے خوف سے ایک آرٹ کو وہاں سے ہٹا دیا ہے تھیٹرز کے اس موسم میں تین نمائشیں منعقد ہو رہی ہیں جس میں خاص طور پر امریکہ کے صدر جارج ڈبلیو بش کی طنزیہ تصاویر ہوں گی مگر ان میں سے ایک بھی ایسی نمائش نہیں جن میں اسامہ بن لادن یا اس کے ساتھیوں سے متعلق ہو۔

ڈنمارک کے وزیراعظم Anders Fogh Rasmussen کے ساتھ ایک میٹنگ میں ایک امام نے درخواست کی ہے کہ ڈینش میڈیا پر دباؤ ڈالیں کہ وہ اسلام کے متعلق مثبت تصویر اجاگر کریں۔ مندرجہ بالا مثالیں خوف اور پریشانی کا جواز پیدا کرتی ہیں اگرچہ اس خوف کا انحصار سچی یا جھوٹی بنیادوں پر ہو لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ امور Self Censorship کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ امور پبلک فورم میں خوف کا باعث ہوں گے۔ چنانچہ اس کی وجہ سے تمام آرٹسٹ ، مصنف مصور ترجمان اور تھیٹرز میں کام کرنے والے لوگ ہمارے اس دور کے انتہائی اہم تمدنی ملاپ کو جو اسلام اور سیکولر مغربی معاشرہ (جس کی جڑیں عیسائیت میں ہیں) کو نظر انداز کر رہے ہوں گے۔

تضحیک و تمسخر

بعض مسلمان ماڈرن سیکولر معاشرہ کو رد کرتے ہیں وہ اپنے کسی خاص مذہبی معاملہ کے لئے خاص سہولت کا مطالبہ کرتے ہیں (یعنی بعض معاملات میں ان کے مذہب کا خیال رکھا جائے) ایک دنیا پرست جمہوریت جہاں آزادی ضمیر ہو وہاں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ہر ایک کو یہ علم ہونا چاہئے کہ ایسے معاشرہ میں تضحیک و تمسخر ہوتا ہے۔ میرا اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ مذہبی احساسات کا مذاق ہر قیمت پر اڑایا جائے مگر اس کے ساتھ میں آزادی ضمیر کا بھی قائل ہوں۔

یہ کوئی اتفاقی بات نہیں کہ معاشرہ میں جب کوئی کسی ڈکٹیٹر پر نکتہ چینی کرے یا کوئی تصویر بنائے یا مذاق کرے تو انہیں جیلوں میں ٹھونس دیا جاتا ہے بلکہ اس کا جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں۔ مگر ڈنمارک ابھی اس حد تک نہیں پہنچا مگر مندرجہ بالا مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ ہم اس راہ کی طرف جا رہے ہیں اور کوئی پیش گوئی نہیں کرسکتا کہ Self Censorship کا اختتام کہاں ہوگا۔

۱۲۔ کارٹونسٹ

اخبار Jyllnds poston نے ڈینش کارٹونسٹ یونین کے ممبران کو کہا کہ وہ اپنے خیال کے مطابق محمد ﷺ کی تصاویر بنائیں۔ ۴۰ میں سے ۱۲ ممبرز نے اس کا جواب دیا۔ اور ہم وہ کارٹون ان کے ناموں کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

چالیس میں سے صرف ۲۵ (کارٹونسٹ) ایکٹو ہیں اور ان ایکٹو کارٹونسٹوں میں سے بعض Compitition Cause کے پابند ہیں۔ چند ایک نے اس میں شمولیت سے انکار پر اپنے دلائل دیئے اور بعض نے (اس میں شمولیت نہ کرنے کی وجہ) اپنے وقت کی کمی اور کام کی زیادتی کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے تو جواب دینا ہی گوارہ نہیں کیا۔

نوٹ: یاد رہے گیارہ کارٹونسٹوں نے یہ تصاویر بنائیں اور بارھویں نے اخبار یولینڈ پوسٹن کے خلاف کارٹون بنایا جو دیگر کارٹونوں کے ساتھ شائع ہوا۔

کارٹون کی اشاعت کا باعث

جیسا کہ مسٹر فلیمنگ روز کلچرل ایڈیٹر یولینڈ پوسٹن نے بتایا (حضرت) محمد (ﷺ) پر بچوں کیلئے لکھی گئی ایک کتاب میں کارٹون بنانے والے کارٹونسٹ نے یہ بیان دیا تھا کہ وہ خوف کی وجہ سے اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ یہ کتاب ڈنمارک میں ایک ڈینش رائٹر Mr. Kareblutteen نے قرآن اور پیغمبر محمد کی لائف کے نام سے لکھی ہے جو اب مارکیٹ میں آچکی ہے۔ کارٹونز کی اشاعت سے پہلے یہ کتاب پرنٹنگ کے مراحل میں تھی۔ اس کتاب میں مصنف نے آنحضرت ﷺ کی تصاویر دی ہیں۔ مگر ان تصاویر کو بنانے والے نے خوف کی وجہ سے اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہا تھا۔ اب یہ کتاب مارکیٹ میں آچکی ہے اور اخباری رپورٹ کے مطابق دو ہزار کی تعداد میں فروخت ہوگئی ہے۔ اور اس کا نیا ایڈیشن مزید دو ہزار کی تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے لوگوں کی توجہ ہنگاموں کی طرف ہے مگر اس کتاب کی طرف کوئی توجہ نہیں جو دراصل کارٹونوں کی وجہ اشاعت ہے۔

ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے جماعت احمدیہ کو سخت افسوس ہوا اور حضور انور کی خدمت اقدس میں فوری طور پر اس کی اطلاع کی گئی اور حضور انور سے اس ضمن میں راہنمائی طلب کی گئی۔ نیز اس ضمن میں ایک احتجاجی مضمون تیار کر کے حضور انور کی خدمت میں بغرض منظوری و ہدایت و رہنمائی بھجوایا جس پر حضور انور کی طرف سے ہدایت موصول ہوئی کہ فوری طور پر احتجاجی کاروائی کی جائے اور احتجاجی مضمون اشاعت کیلئے بھجوائیں۔ چنانچہ یہ مضمون اُسی اخبار میں جس میں یہ کارٹون شائع ہوئے تھے بھجوایا گیا جو مکرم امام صاحب و مکرم خرم جمیل صاحب نے مل کر ڈینش میں تیار کیا تھا۔

اخبار یولینڈ پوسٹن نے اپنی اشاعت مورخہ 13 اکتوبر 2005ء کو صفحہ ۷ پر یہ مضمون شائع کیا۔

جماعت کی طرف سے کاروائی

کارٹونوں کی اشاعت کے بعد یہ پہلا مضمون تھا جس میں ان تصاویر کی اشاعت پر افسوس اور پرزور احتجاج کیا گیا اور بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اب قلم کے جہاد کا زمانہ ہے اس لئے ہم جہاں ان تصاویر کی اشاعت پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں وہاں بات چیت (ڈائیلاگ) کی دعوت دیتے ہیں نیز بتایا کہ آزادی ضمیر اگرچہ ہر ایک کا حق ہے مگر اس سے ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کے مذہبی رہنماؤں کی عزت کو قائم کرنا ہے مگر دھمکیوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہم پیار اور محبت کے ساتھ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسلام کی کیسی پیاری تعلیم ہے اور آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ کس قدر حسین ہے اخبار یولینڈ پوسٹن نے اپنی 13 اکتوبر 2005ء کی اشاعت میں اس مضمون کو مکرم امام صاحب کی تصویر کے ساتھ تین کالمی اس سرخی کے ساتھ شائع کیا کہ:۔

''تصاویر ہوں یا نہ ہوں......
ایک دوسرے کیلئے عزت کا اظہار ہو''

اس مضمون سے چند اقتباسات درج کرتا ہوں مکرم امام صاحب نے لکھا کہ:۔

گذشتہ کئی ہفتوں سے میڈیا میں ایک تو آنحضرت ﷺ کی تصاویر کی مخالفت پر بحث چل رہی ہے اور دوسرے ایک کتاب کی اشاعت جس میں ایک نامعلوم کارٹونسٹ نے آنحضرت ﷺ کی تصاویر بنانے کا عندیہ دیا ہے اور اخبار یولینڈ پوسٹن کے کہنے پر 12 کارٹونسٹ نے آنحضرتؐ کے خاکے بنائے ہیں۔

اب میں اس امر کی طرف لوٹتا ہوں کہ آنحضرتؐ کی تصاویر بنانے کی کیوں ممانعت ہے مگر اس سے قبل کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے اس کی وضاحت کی جائے اس تعجب کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ میڈیا نے اس معاملہ کو کیوں اٹھایا ہے۔ مجھے شائد یہ بات سمجھ آجائے کہ یہ کتاب شائع کرنے والی کمپنی کی یہ خواہش ہو کہ آنحضرتؐ کے بارے میں یہ کتاب ہے اس لئے ان کی اس میں تصاویر آنی چاہئیں۔ مغرب کے نقطہ نظر سے جو بحث اٹھائی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ انہیں (آنحضرتؐ) کی تنقیدی تصاویر بنانے کی کیوں اجازت نہیں ہے۔ مگر غالباً 11 تصاویر بنانیوالوں کا ایک ہی مقصد تھا کہ وہ یہ دیکھیں کہ ڈنمارک میں بسنے والے 180,000 مسلمان اس سے کیا ردّعمل دکھاتے ہیں نیز یہ کہ ان کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا اور ایک نیا مسئلہ پیدا کرنا تھا۔

بحث کیلئے تیار

میں اور میرے ساتھ باقی مسلمان بھی رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ وقت اہم دینی امور اور عبادت میں صرف کرنا چاہتے ہیں مگر میں ڈنمارک میں جماعت احمدیہ کا مبلغ ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان گیارہ کارٹونسٹوں کے ساتھ ڈائیلاگ کروں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کیوں یہ کارٹون بنائے ہیں۔ اور کیوں اس طریق اظہار کو اپنایا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل میں 12 کارٹونسٹ تھے جن سے کارٹون بنانے کو کہا گیا مگر ان میں سے ایک کارٹونسٹ لارس فن Mr. Lars Fain نے ممانعت کی تصاویر نہیں بنائیں اور اس نے سکول کے ایک بچے کی تصویر بنائی جس کا نام محمد تھا اور جس پر فارسی میں لکھا تھا اخبار یولینڈ پوسٹن کے چیف ایڈیٹر..

شاید میرے خیال میں اخبار یولینڈ پوسٹن اور 11 کارٹونسٹوں کو سمجھنے میں غلطی لگی ہے اس لئے میں ان سے ڈائیلاگ کرنا چاہتا ہوں۔ میں آزادی ضمیر کے حق میں ہوں مگر آگے اس ضمیر کا اظہار کرنے والا جواب دہ بھی ہے۔

قلم کا جہاد

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے زمانہ میں بھی اس طرح کے واقعات پیش آئے اور مخالفین نے آنحضرتؐ کی ذات بابرکات کے بارہ میں توہین آمیز کلمات لکھے تو آزادی ضمیر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے خود بھی اور اپنی جماعت کو بھی بھرپور انداز میں تحریر اور تقریر اور زبردست دلائل کے ذریعہ ان امور کا جواب دینے کی تاکید فرمائی۔ اور آپ نے صرف قلم کے جہاد کو جائز قرار دیا۔

میں بھی باقی مسلمانوں کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی اس طریق کو اپنائیں یعنی ڈائیلاگ اور دلائل کے ذریعہ ان کے دلائل کا جواب دیں۔ ایمان لانے والوں یا ایمان نہ لانے والوں کو آزادی ضمیر کے اظہار سے روکنے سے کوئی اچھے نتائج نہیں ہوسکتے۔ لیکن ہم ان سے یہ مطالبہ کرسکتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے لئے (ہمارے پیارے رسولؐ کی) Respect دکھائیں

جس طرح ہم تمام لوگوں سے عزت سے پیش آتے ہیں وہ بھی اسی طرح سے آنحضرتؐ کی تصاویر نہ بنائیں۔ اگر پھر بھی وہ یہی عمل کریں تو ہم تو صرف ڈائیلاگ سے ہی سمجھا سکتے ہیں اگر ہم مذکورہ بالا اصول پر عمل نہ کریں تو پھر ہم ایسے نہ ختم ہونے والے بڑے چکر میں گرفتار ہو جائیں گے جس سے نکلنا محال ہوگا جس طرح جب بچے کھیلتے وقت ایک دوسرے کی حدود کا خیال نہیں کرتے تو پھر بجائے کھیل کود کے لڑائی جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ڈائیلاگ کا راستہ اپنائیں۔

شرک سے بچنے کیلئے آنحضرتؐ کے اخلاق حسنہ اور آپ کی تعلیم اپنانے پر زور دیا گیا ہے نہ کہ آپ کے چہرہ مبارک کے خدوخال پر۔ اصل مقصد آپ کے لائے ہوئے پیغام کو آگے پہنچانا تھا نہ کہ آپ کی تصاویر کو۔ اس لئے تصاویر بنانے کی ممانعت ہے۔

یہ ممانعت صرف قرآن میں ہی نہیں بلکہ بائیبل میں بھی ہے۔

Thouh shalt not make unto thee any graven image, or any likeness of anything that is in heaven above, or that is in the earth beneath or that is in the water under the earth. (Exodus 20:4)

ترجمہ۔ تم کوئی تراشی ہوئی مورتی نہ بنانا۔ اور نہ کسی چیز کی شبیہ جو آسمانوں (جنت) میں ہے یا جو نیچے زمین پر ہے۔ یا جو نیچے زمین پر پانی میں ہے۔

مذکورہ بالا مذہبی لحاظ سے اس کی وضاحت کرنے سے میرا مدعا یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی عزت کریں اور ایک ڈائیلاگ جاری کریں جس سے اچھے نتائج پیدا ہوں۔ اس سے تفرقہ پیدا نہ ہو بلکہ اختلافات کم ہوں۔

میں یہ پیغام 11 کارٹونسٹوں سمیت سارے ڈینش معاشرے کو دیتا ہوں رمضان کا مہینہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم اس مہینہ میں زیادہ ہمدردی کا اظہار کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہم اس رمضان میں زیادہ سے زیادہ ان لوگوں کیلئے دعا کریں اور ہمدردی کریں جو پاکستان کے حالیہ زلزلہ میں متاثر ہوئے ہیں"۔

مثبت ردعمل

اس مضمون کی اشاعت سے ڈینش عوام کی طرف سے مثبت ردعمل سامنے آیا کئی ایک نے بذریعہ فون اور چند ایک نے بذریعہ خطوط اس مضمون اور ردعمل کو سراہا کہ اختلافات کو ڈائیلاگ کے ذریعہ طے کرنا چاہئے اور دھمکیوں کی بجائے دلائل سے بات کرنی چاہئے۔ اور آزادی ضمیر کا اظہار اخلاقی حدود کی قیود میں ہونا چاہئے۔

منسٹر سے ملاقات

مورخہ 21 نومبر 2005ء کو وزیر مملکت برائے پناہ گزین، غیر ملکی اور انٹیگریشن Miss Ride سے جماعت کے ایک دورکنی وفد جو مکرم امام صاحب اور مکرم خرم جمیل صاحب سیکرٹری امور خارجہ پر مشتمل تھا نے ملاقات کی اور انہیں کارٹون کے مسئلہ پر جماعت کا موقف بتایا گیا۔

مورخہ 23 نومبر 2005ء کو بحوالہ لیٹر نمبر 23.11.2005 ڈینش جرنلسٹ یونین کے صدر Mr. Mogens Bilcher Bjarregard کی طرف سے مورخہ یکم دسمبر کو منعقد ہونے والی ایک میٹنگ میں شمولیت کی دعوت ملی۔

ڈینش جرنلسٹ یونین کے صدر کی طرف سے ایک میٹنگ کا انعقاد اور کارٹونسٹ کی معذرت

مورخہ یکم دسمبر کو ڈینش جرنلسٹ یونین کے صدر کی طرف سے دعوت ملنے پر جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے میٹنگ میں شمولیت کی جس میں ہر طبقہ فکر کے نمائندگان مدعو تھے۔ اس میٹنگ کے انعقاد کی ایک یہ وجہ بھی ممکن ہے کہ مکرم امام صاحب اخبار یولینڈ پوسٹن میں شائع ہونے والے مضمون میں ڈائیلاگ کی دعوت دے چکے تھے۔ اس میٹنگ میں امام صاحب نے ان الفاظ میں اپنا موقف پیش کیا۔

"ڈنمارک کا قانون...... آزادی ضمیر ...... کی اجازت دیتا ہے مگر اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ دوسروں کے مذہبی راہنماؤں اور قابل تکریم ہستیوں کی ہتک کی جائے۔ اس معاشرہ میں جہاں مسلمانوں اور عیسائی اکٹھے رہ رہے ہیں وہاں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا ضروری ہے اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو امن قائم نہیں ہو سکتا نیز اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انہیں بتایا کہ اسلام آزادی ضمیر کی اجازت دیتا ہے مگر اس سے کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔

دراصل ابھی تک یورپ کو اسلام کی حسین تعلیمات سے آگاہی نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کس قدر حسین ہے اور آپ کا اسوہ حسنہ کیا تھا۔ آپ کس قدر حسین اخلاق کے مالک تھے۔ آپ کس قدر لوگوں کے ہمدرد تھے کس قدر مخلوق خدا سے ہمدردی اور شفقت کے مظہر تھے۔ پھر آپ کی سیرت طیبہ سے چند واقعات بتائے اور کہا کہ اگر کسی کو اس پیاری تعلیم کا پتہ ہو تو کوئی ایسی نازیبا تصاویر نہیں بنا سکتا۔ اس لئے ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم ڈینش عوام تک اسلام کی حقیقی اور حسین تعلیم اجاگر کریں۔ ابھی تک ڈینش عوام نے میڈیا کے ذریعہ بعض مسلمانوں کے غلط نمونہ اور عمل کے ذریعہ اسلام کی ایک تصویر دیکھی ہے۔ جس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسلام دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔

الحمد للہ جماعت کے اس موقف کو سب نے سراہا اور ایک کارٹونسٹ نے برملا یہ اظہار کیا کہ اگر اس طرح کی میٹنگ پہلے ہو جاتی تو ہرگز کارٹون نہ بناتے اب انہیں پتہ چلا ہے کہ اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم کیا ہے۔

سب نے اس بات سے اتفاق کیا کہ ڈائیلاگ کا یہ سلسلہ قائم رہنا چاہئے اور اختلافات کا حل ڈائیلاگ سے ہونا چاہئے۔

اس میٹنگ کے اختتام پر صدر یونین کی طرف سے ایک پریس ریلیز جاری کی گئی جس کا مسودہ وہاں سب کے سامنے سنایا گیا کہ

"ہم ان توہین آمیز خاکوں کو Condemn کرتے ہیں۔ اور اس امر پر اتفاق کرتے ہیں کہ امن قائم کرنے کیلئے ان میٹنگز کو جاری رکھا جائے"۔

TV پر انٹرویو

مورخہ ۲ دسمبر کو (یعنی مذکورہ بالا میٹنگ کے اگلے دن) TV2 کے نمائندگان مشن ہاؤس آئے اور امام صاحب سے انٹرویو لیا جس میں مکرم امام صاحب نے کارٹون کی اشاعت پر شدید احتجاج کیا مگر بات چیت کے ذریعہ اس کے حل پر زور دیا اور کہا کہ ہم اس سلسلہ میں کسی طرح کی دھمکیاں دینے کے خلاف ہیں اور اسی روز شام ساڑھے سات بجے کی خبروں میں TV2 نے مسجد نصرت جہاں کی نمایاں تصاویر کے ساتھ اس انٹرویو کے بعض حصے دکھائے۔ الحمد للہ کہ اس انٹرویو کے ذریعے جماعت احمدیہ کا موقف پورے ملک میں پہنچ گیا"۔

اخبارات اور ٹی وی انٹرویو کے بعد ڈینش احباب اور تنظیموں سے مختلف سطحوں پر رابطہ کا سلسلہ جاری رہا اور پھر ازاں بعد مورخہ 9 جنوری 2006ء کو مکرم امام صاحب کی طرف سے ایک پریس ریلیز جاری کی گئی جس کا متن یہ تھا۔

پریس ریلیز::

"جماعت احمدیہ آنحضرت ﷺ کے توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت پر پُرزور احتجاج کرتی ہے اور سفارتخانوں کو جلانے اور ڈینش جھنڈے جلانے کی نفی کرتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ ڈنمارک کے قوانین جس میں مذہبی آزادی بھی شامل ہے کی پاسداری کرتی ہے مگر آزادی ضمیر کی حد متعین کرتی ہے آزادی ضمیر کے نتیجہ میں ہی مذہبی آزادی ہمیں حاصل ہے جس سے تمام مسلمان مستفید ہو رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک آزادی ضمیر کی کچھ حدود ہیں جن سے کسی صورت میں تجاوز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی معاشرہ میں قوانین کی پاسداری نہیں کرتا تو اس کا جواب ہمیں دلائل سے دینا ہے نہ کہ ظلم اور دھمکیوں سے اس طرح اگر کوئی اخبار توہین آمیز مواد شائع کرے تو ہمارا فرض ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس کا جواب دیا جائے۔ اور جواب دینے میں عدل سے کام لیا جائے اور کسی سے زیادتی نہ کی جائے۔

گورنمنٹ اور اخبار کی طرف سے معذرت کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے تسلیم کریں اور ہماری جماعت نے قبل ازیں بھی اخبار یولینڈ پوسٹن میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ اس مسئلہ کو ڈائیلاگ کے ذریعہ حل کیا جائے اور مستقبل میں آزادی ضمیر کو سوچ سمجھ کر استعمال کریں خاص طور پر جب کہ گلوبل دنیا میں مذہب کے بارے میں آزادی اظہار کا تعلق ہو دنیا اور ڈنمارک کی صورتحال گذشتہ 20 سالوں کی نسبت اب بہت مختلف ہے۔

جو ہم نے قبل ازیں بیان کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آزادی ضمیر پر پابندی لگا دی جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آزادی ضمیر کا اظہار ذمہ داری کے ساتھ ہو اور ہم جب کہ ایک معاشرہ میں رہ رہے ہیں تو ایک دوسرے کی عزت کی جائے اور کسی کے بارے میں منفی تاثرات کا اظہار نہ ہو۔ یہ ہمارے معاشرہ کیلئے مستقبل میں ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے خاص طور پر ڈینش بچوں کیلئے مسلمانوں کیلئے اور غیر مسلموں کیلئے جو ان دنوں اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں یہ پیغام ہے۔

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

اس پریس ریلیز کے جاری ہونے کے بعد ملک کے دو بڑے اخبارات کے علاوہ انٹرنیشنل رائٹرز بیورو۔ ڈینش رائٹر بیورو نے انٹرویوز لئے اور شائع کئے علاوہ ازیں BBC لندن نے بھی فون پر امام صاحب کا انٹرویو لیا۔ اخبار Berlingske نے 16 فروری 2006ء کو امام صاحب کا ایک انٹرویو شائع کیا اخبار نے مسجد نصرت جہاں اور امام صاحب کی ایک تصویر بھی شائع کی جس پر جماعت احمدیہ کا سلوگن "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں" درج تھا۔ ☆☆☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ادوا زکوتکم

(اپنی زکوۃ ادا کیا کرو)

منجانب

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222, 2248-1652

2243-0794

رہائش: 2237-0471, 2237-8468

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

افضل جیولرز

الیس اللہ بکاف عبدہ

کاشف جیولرز

چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ

فون 047-6213649

گولبازار ربوہ

047-6215747

ڈائمنڈ ہاربر سرکل کا تربیتی دورہ

26 مارچ 06 کو خاکسارہ اور جنرل سیکرٹری کے علاوہ دو لجنہ کی ممبرات اور ایک انصار کلکتہ سے 65 کلومیٹر دوری پر واقع سرکل ڈائمنڈ ہاربر کے تربیتی دورہ پر روانہ ہوئے۔ سرکل سنٹر کے اردگرد کی مجالس کیبرہ۔ موہنپور پور۔ بسنتپور۔ ہوگلہ۔ بنگلہ۔ ڈائمنڈ ہاربر۔ کل چھ مجالس سے 74 لجنہ 8 ناصرات اجلاس میں شامل ہوئیں بعد نماز ظہر و عصر ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں تلاوت قرآن کریم، نظم اردو اور بنگلہ زبان کے علاوہ سات تقاریر ہوئیں۔ اس کے علاوہ ایک بچی نے تقریر کی اور جماعت پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا اجلاس کے آخر پر مربی سلسلہ مکرم ابوطاہر منڈل صاحب نے تربیتی امور پر لجنہ سے خطاب کیا۔ دُعا کے ساتھ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا اس موقعہ پر چائے ناشتے کا انتظام تھا۔ مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر سرکل ڈائمنڈ ہاربر نے خصوصی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ بنگال و آسام کی لجنہ کو اپنے پیارے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دلی خواہش کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (بشریٰ حمید صدر لجنہ اماء اللہ بنگال۔ آسام)

جے گاؤں سکم کا تربیتی دورہ:: محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت کی ہدایت کے مطابق جے گاؤں کا تربیتی دورہ کیا گیا مورخہ 27 مارچ 2006 کو رات دس بجے بذریعہ ریل نیو جلپائی گوڑی کیلئے روانہ ہوئے اگلے روز صبح دس بجے ہم لوگ کلکتہ سے چھ سو کلومیٹر دور کا سفر طے کر کے نیو جلپائی سٹیشن پہنچے میرے ساتھ کلکتہ کی سیکرٹری تعلیم محترمہ امینہ فرحت صاحبہ اور ہمارے ایک بھائی ہمراہ تھے۔ یہاں سے ہم لوگ ۷ کلومیٹر کی دوری پر نارتھ بنگال کے سرکل مشن پہنچے تین بجے جے گاؤں کیلئے روانہ ہوئے۔ یہ سفر بھی 135 کلومیٹر کا تھا جے گاؤں نیو جلپائی گوڑی میں پڑتا ہے جو کہ مغربی بنگال کا ایک ضلع ہے۔ جے گاؤں مشن سے تقریباً تین چار کلومیٹر کی دوری پر بھوٹان کا بارڈر شروع ہوتا ہے اس لئے یہاں پر تحریک جدید کے تحت کام ہوتا ہے جے گاؤں میں ۹۰ فیصد بنگلہ بولنے والے ہیں۔ کچھ بہار کے مزدور ہیں۔ اور ایک دو افراد نیپالی ہیں۔ 29 مارچ کو ہم نے ایک میٹنگ مربی سلسلہ مکرم حبیب الرحمٰن خان اور ان کی بیگم کوثرہ شبنم اور محترمہ شرمیلہ خان صاحبہ صدر لجنہ جے گاؤں کے ساتھ رکھی۔

محترمہ شرمیلا خان صاحبہ پہلے غیر مسلم تھیں اب احمدیت قبول کی ہے۔ جے گاؤں میں 29 مارچ کو ایک تربیتی اجلاس کروایا گیا جس میں تلاوت قرآن مجید۔ عہد لجنہ۔ نظم اور چار تقاریر علی الترتیب سیرۃ حضرت محمد ﷺ۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام اور مقاصد حضرت مصلح موعودؓ کی تعلیم کی روشنی میں۔ اسلام میں عورتوں کا مقام۔ نماز کے آداب عناوین پر ہوئیں اس کے بعد انتخاب کروایا گیا۔

محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال آسام بھی دورہ پر تھے ہماری درخواست پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بنگال و آسام نے بھی خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں لجنہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی اور دعا کروائی اجلاس ٹھیک ۶ بجے ختم ہوا۔ کل حاضری لجنہ ۲۴ ناصرات ۳۰ اور دو غیر مسلم خاتون اور ایک غیر احمدی تھیں۔

مورخہ ۳۰ مارچ کو ہم جے گاؤں سے سکم کیلئے روانہ ہوئے جو کہ جے گاؤں سے 290 کلومیٹر دوری پر واقع ہے سکم انتہائی خوبصورت سرسبز و شاداب دریا اور جھیلوں اور آسمان سے باتیں کرتی ہوئیں ہمالیہ کی پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ تقریباً ۸ گھنٹے کے سفر کے بعد ہم لوگ شام کے چار بجے سکم کے شہر گنگٹوک پہنچے جہاں ہمارا مشن ہاؤس ہے جو کہ سطح سمندر سے تقریباً چھ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے سکم بھی بھارت کا ایک صوبہ ہے جو کہ 1973 میں بھارت کو ملا۔ سکم کے بعد تبت کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ گنگٹوک سکم کا دارالحکومت ہے یہاں سے ساٹھ کلومیٹر کی دوری پر چین کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔

سکم میں تحریک جدید کے تحت کام ہو رہا ہے یہاں پر 1988ء میں مکرم رضاء الکریم صاحب معلم تحریک جدید کے تحت احمدیت کا پیغام پہنچا اور وہاں پر ایک خاندان جن کا تعلق کشمیر سے تھا۔ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور آج تک اسی خاندان کے افراد کی تعداد دوسروں سے زیادہ ہے جماعت گنگٹوک میں لجنہ کی تعداد 14 ہے سکم میں نیپالی بولی جاتی ہے لیکن احمدی اردو بولتے ہیں کیونکہ ان کا زیادہ تر تعلق کشمیر سے ہے 31 مارچ 06 بعد نماز جمعہ ہم نے لجنہ کا اجلاس رکھا۔ جس میں تلاوت عہد نظم کے بعد بعنوان۔ سیرت حضرت محمد ﷺ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عورتوں کو نصائح۔ اسلام میں عورتوں کا مقام پر تقریر ہوئی آخر پر محترم امیر صاحب بنگال و آسام نے عورتوں سے خطاب کیا۔ اور دعا کروائی اجلاس دو گھنٹہ جاری رہا۔ جس میں کل حاضری 15 تھی۔ سکم میں پہلی بار لجنہ اماء اللہ کا اجلاس ہوا۔

ضلع دارجلنگ ::

(نارتھ بنگال سلی گوڑی سرکل) یہ سنٹر بنگال و آسام کے امیر صاحب کے تحت ہے۔ مکرم مربی سلسلہ ذوالفقار صاحب سرکل انچارج نارتھ بنگال یہاں کام کرتے ہیں ان کے تعاون سے یکم اپریل شام پانچ بجے اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عہد نظم کے علاوہ تین تقاریر ہوئیں آخر پر محترم امیر صاحب نے خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ کل لجنہ 10 اور 2 ناصرات شامل ہوئیں۔

یکم اپریل کو مربی سلسلہ نارتھ بنگال اور ان کی بیگم مکرمہ خدیجۃ الکبریٰ صاحبہ کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی۔ مورخہ 3 اپریل کو ہم لوگ بخیر و عافیت واپس کلکتہ پہنچے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرماتے ہوئے غیر معمولی برکت عطا فرمائے تاکہ ہم پیارے آقا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکیں آمین۔ (بشریٰ حمید صدر لجنہ اماء اللہ کولکتہ ویسٹ بنگال اور آسام)

اخبار قادیان

الحمد للہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مقدس سرزمین قادیان دارالامان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح سے خیریت ہے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع بیگم صاحبہ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔ مورخہ 15 تا 16 اپریل مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی جانب سے قادیان دارالامان میں غرباء کیلئے آنکھوں کے علاج کا ایک مفت کیمپ لگایا گیا اس کیمپ میں آنکھوں کے تین ڈاکٹروں نے خدمات سرانجام دیں اور 255 مریضوں کا معائنہ کیا 16 اپریل کو سترہ مریضوں کے آپریشن ہوئے۔ اللہ کے فضل سے یہ کیمپ کافی کامیاب رہا۔ جن جن لوگوں نے اس کیمپ میں خدمات انجام دیں اللہ تعالیٰ ان سبھی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین چونکہ آج کل معاشرے میں نشے کی عادت بڑھ رہی ہے اس سلسلہ میں مورخہ 20.4.06 کو مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی جانب سے Mega Awarness Camp لگایا گیا سرائے طاہر کے خوبصورت وسیع آنگن میں یہ جلسہ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری قائم مقام ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں ہوا۔ اس اجلاس کے مہمانِ خصوصی مکرم سیوا رام جی سینئر آئی اے ایس آفیسر جوائنٹ منسٹر آف سوشل جسٹس اینڈ ایمپاورمنٹ تھے جو کہ یو این او کی نمائندگی میں دہلی سے تشریف لائے تھے۔ اس تقریب میں مکرم دویک پرتاپ سنگھ ڈپٹی کمشنر گورداسپور مکرم ڈاکٹر وی کے پوری چیئرمین ریڈ کراس سوسائٹی چنڈی گڑھ۔ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ، صدر مجلس انصار اللہ، مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ۔ مکرم وکیل اعلیٰ قادیان مکرم ناظر صاحب امور عامہ، ایم ایل شرما صاحب کے علاوہ شہر کی بہت سی معزز شخصیات شامل ہوئیں۔ تلاوت قرآن مجید سے اس اجلاس کا آغاز ہوا مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے علاوہ مکرم سیوا رام اور ڈی سی صاحب نے بھی تقاریر کیں۔ مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ نشہ کے خلاف جنگ جاری رکھنی ہے ہندوستان پیروں اور فقیروں کی زمین ہے یہ غلط لوگوں سے پاک ہونی چاہئے۔ اپنے گھروں میں اگر ہم مذہبی ماحول بنالیں گے تو نشہ سے بچا جاسکتا ہے شادی بیاہ کے موقع پر نشہ کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے جو کہ ختم ہونا چاہئے نشہ بیچنے والوں کی پکڑ ہونی چاہئے۔ مکرم ڈی سی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ پنجاب میں اب محنتی لوگ نہیں رہے۔ اس لئے مالی لحاظ سے کمزور ہوتے جارہے ہیں اور اس ٹینشن کو دور کرنے کیلئے نشہ کا سہارا لیتے ہیں۔ آخر میں مکرم صدر اجلاس نے آئے ہوئے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ لوگوں میں مذہبی جوش پیدا کرنے کی ضرورت ہے یہ گوروؤں کا دیش ہے یہ ساری دنیا سے اچھا دیش ہے ہم نے ملک سے نشہ ختم کر کے اسے ہمیشہ اچھا بنائے رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ اس کام کو پورا کرنے کیلئے ہم سب کو ملکر کوشش کرنی ہوگی۔ آخر میں مکرم صدر اجلاس نے دعا کروائی اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(مبشر احمد عامل مربی سلسلہ احمدیہ قادیان)

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ نجم النساء صاحبہ اہلیہ مکرم ملک نذیر احمد صاحب پشاوری درویش مرحوم ایک لمبا عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد مورخہ 6.4.06 کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترمہ والدہ صاحبہ نیک ملنسار دُعا گو اور نمازوں کی پابند تھیں بیماری کے ایام میں بھی بچوں کا بہت خیال رکھتی تھیں اور حالات پوچھتی رہتی تھیں اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے آمین۔ مرحومہ کی مغفرت کیلئے احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔ (ملک فاروق احمد پشاوری قادیان)

گمشدہ رسید بک

رسید بک چندہ جماعت احمدیہ 12343 جو موتی ہاری سرکل بہار کے ایک معلم محترم محمد ابوالقیس صاحب کے نام ایشو کی گئی تھی سفر کے دوران سامان کے ساتھ چوری ہوگئی ہے اس لئے اس رسید بک کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ ☆...... رسید بک چندہ جماعت احمدیہ 10170 جو موتی ہاری سرکل بہار کے ایک معلم محترم فضیل احمد صاحب کے نام ایشو کی گئی تھی مخالفین نے اُن سے چھین لی ہے اور ساتھ لے گئے ہیں اسلئے اس رسید بک کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ لہٰذا احباب جماعت ان ہر دو رسید بک پر کسی قسم کا کوئی جماعتی چندہ ادا نہ کریں۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

حالہ میں مسرور متبسم

خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان

کوچے گلیاں سڑکیں، روشیں   محل کنگھورے روشن روشن
گرجے مندر مٹھ شوالے   نور سے اُن کے چمکے چم چم
اہل دیول ٹھاکر دوارے   سجدہ کناں مصروف تکلم
سارا عالم نور کا حالہ   حالہ میں مسرور متبسم
کلیاں غنچے چٹکے مہکے   لالہ و گل رنگ برنگم
شجر و حجر سبزہ ہریالی   سب پہ مرصع ہیرے شبنم
گاتے گیت پرند مترنم   ملا انہیں تھا نطقِ تکلم
بھاگ بھری وہ راہیں روشیں   چلے تھے جن پہ خلیفہ پنجم
غربا لیبر سارے ہریجن   لنگر کھایا پورا چہلم
گفتار بنے سب سیٹھ مہاجن   وسیلہ تھا ان کا خلیفہ پنجم
ستر ہزار قدوس جو آئے   بن گئی قادیان ارض محرم
ہزاروں نعماء، بانٹنے والا   قائم دائم رہے یہ قاسم
گفتار رہے تیری معارف قرآں   رفتار ہے تیری جہاد رضواں
علم ترا ہے امن کا پیاں   پیام تیرا ہے خدمت انسان
کایا پلٹ ہیں تیری دعائیں   تو ہے وسیلہ باب رحماں
بستہ ہے اے نور دو☆ عالم   مکتی تیرے چرنم شرنم
ایک ہی من تھا میرے موہن   نچھاور کر بیٹھی ہوں گوالن
درہا جوالا بھڑکی تن من   اشرو دھارا برسے چھم چھم
درشن دینے جلدی آئیو   نین بچھے راہوں میں پیتم

خورشید کی دنیا مظہر احمدؐ
صلّی اللہ علیہ وسلم

☆۔عالم شرق اور عالم غرب

نظارت بیت المال آمد کے فون نمبر

جملہ احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ نظارت بیت المال آمد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے صیغہ میں درج ذیل فون فیکس نمبر کی سہولت موجود ہے احباب جماعت حسب ضرورت ان پر رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔

فون نمبر (گھر) 01872-220602 (ناظر بیت المال آمد)

دفتر 01872-221186 فیکس دفتر 01872-224218

موبائل ناظر بیت المال آمد (جلال الدین صاحب نیرّ) 098155-81742

نائب ناظر مکرم رفیق احمد صاحب مالاباری 09815075488 (ناظر بیت المال آمد قادیان)

ضروری اعلان

وقفِ جدید کے بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حالیہ تازہ ارشاد موصول ہوا ہے کہ ''وقف جدید کی ذمہ داری اطفال الاحمدیہ پر بھی ڈالیں۔ ننھے مجاہد معیار اوّل کیلئے -/200 روپے اور معیار دوئم کیلئے -/100 روپے رکھیں ان کی خاص فہرست مجھے بھجوائیں۔ باقی ہر یک کو شامل کریں''۔

15 سال تک کے اطفال و ناصرات   حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام گاؤں گاؤں اس ملک بھارت میں پھیلانے کا کام وقف جدید کے سپرد ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنے نفس کو پاک کرنے کیلئے اس مالی قربانی کا فعال حصہ بننا چاہئے......

اس بارہ میں آپ سے درخواست ہے کہ اس بابرکت تحریک میں تمام اطفال و ناصرات کو شامل کریں۔ اور اپنی جماعت کے ننھے مجاہدین کی فہرست دفتر وقف جدید میں بھجوائیں تاکہ ان کے نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دُعا کیلئے بھجوائے جاسکیں۔ (ناظم وقف جدید قادیان بھارت)

جماعت احمدیہ مرکرہ کی مساعی

ماہ فروری میں بعد نماز عصر اطفال و ناصرات کی 4 جگہوں پر دینی کلاس لگائی گئی جس میں 35 بچوں نے شرکت کی اسی طرح لجنہ و خدام کی بھی کلاس لگائی گئی 20 فروری کو مسجد میں جلسہ یوم مصلح موعود کیا گیا 19 فروری کو انصار اللہ اور 26 فروری کو لجنہ اماء اللہ کے تحت تربیتی جلسہ ہوا۔ مرکرہ میں جماعت احمدیہ کے تحت 4 جگہوں پر M.T.A سے استفادہ کا انتظام ہے۔ جہاں پر حضور انور کا خطبہ اور دیگر پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔

(شیخ محمد ذکریا مبلغ سلسلہ)

ممبئی میں تربیتی جلسہ

12 مارچ کو بعد نماز عصر مکرم انوار احمد صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن وقف عارضی کے گھر میرا روڈ میں اور 19 مارچ کو بعد نماز عصر مکرم مبشر احمد صاحب کے مکان پرنالاسوپارا میں تربیتی جلسہ ہوا۔

(سید طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ)

موسیٰ بنی میں تقسیم طعام

20 فروری کو یوم مصلح موعود کے موقعہ پر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی صوبہ جھارکھنڈ نے دوپہر کو 100 کے قریب غرباء و مساکین کے کھانے کا انتظام کیا۔ تمام مرد و زن اور بچوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ (فرمود احمد خان صدر جماعت)

دفتر انصار اللہ کا فیکس نمبر 224186

جملہ اراکین انصار اللہ نوٹ فرمالیں کہ دفتری خط و کتابت میں تیزی لانے کیلئے مندرجہ ذیل فیکس نمبر کو استعمال کریں۔ اسی طرح اپنے فیکس نمبر سے بھی دفتر کو مطلع فرمائیں۔ فیکس نمبر 01872-224186

(قائد عمومی انصار اللہ بھارت)

وقف عارضی کی بابرکت تحریک میں حصہ لیجئے

جماعت احمدیہ میں وقف عارضی کی بابرکت تحریک خلفاء عظام کے ارشادات کی روشنی میں جاری ہے۔ یہ تحریک نومبائعین کیلئے اور خاص طور پر دیہاتی جماعتوں کے احباب کو قرآن مجید اور دینی معلومات سکھانے کیلئے اور خود وقف عارضی کرنے والے کی اپنی تربیت کیلئے بہت ضروری ہے۔ جملہ امراء کرام۔ صدر صاحبان اور ذیلی مجالس خدام الاحمدیہ قائدین مقامی و صوبہ جات۔ مجالس انصار اللہ منتظمین مقامی اور ناظمین علاقہ سے اور تنظیم لجنہ اماء اللہ کی صدر صاحبات سے اس تعلق میں منظم پروگرام بنا کر عمل کرنے کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(منیر احمد خادم۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان)

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Syed Bashir Ahmed
Proprietor

Aliaa Earth Movers
(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 94?7078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

2 and 3 Bed Rooms Flat
Independant House
All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Flat Available
Contact : Deco Builders
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph. 040-27172202, 0924618281, 098491-28919

ہفت روزہ بدر قادیان کا ای میل E-mail

ہفت روزہ بدر قادیان میں اپنے مضامین۔ نظمیں۔ خطوط بھجوانے کیلئے مندرذیل ای میل E-mail پر ایڈیٹر صاحب سے رابطہ کریں۔ دفتری امور کے حسابات کیلئے نہیں۔ (ادارہ)

badrqadian@rediffmail.com

عراق کومسلکی بنیاد پر تین حصوں میں تقسیم کرنے کا خطرناک منصوبہ

امریکی فوجی افسران، سیکورٹی ماہرین اور ایک سینئر ڈیموکریٹ نے عراق کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک ملک میں بڑھتے ہوئے مسلکی تشدد کو ختم کرنے کا یہی واحد حل ہے۔ جبکہ صدر جلال طالبانی نے دعویٰ کیا ہے کہ مزاحمت کاروں کے گروہوں سے بات چیت کے بعد ملک عراق میں امن بحال کرنے کی امید ہوئی ہے۔ نیویارک ٹائمز کے صفحہ اول پر شائع ایک آرٹیکل میں فارن ری لیشن کمیٹی کے ایک سینئر ڈیموکریٹ سین جوزف بائیڈن نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ’’عراق کے مسلکی تصادم کو قابو میں رکھنے اور اس ملک کی یکجہتی برقرار رکھنے کا واحد حل یہ ہے کہ ملک میں مرکزیت کو ختم کر کے اسے مذہب اور نسل کی بنیاد پر تین حصوں میں بانٹ دیا جائے۔ ہر حصہ اپنے معاملات کو اپنے طور پر حل کرے گا اور اپنے مشترکہ مسائل کو مرکز کی ذمہ داری میں چھوڑ دے گا‘‘

واضح رہے کہ عراق کو سنی، شیعہ اور کرد حصوں میں تقسیم کرنے کی بات کافی دنوں سے کی جارہی ہے۔ عراق سے متعلق امریکی پالیسی کے ناقدین کا کہنا ہے امریکہ نے عراق کو تقسیم کرنے کیلئے وہاں مسلکی تشدد کو ہوا دی ہے تاہم امریکہ اس الزام سے انکار کرتا ہے۔

عراق کو تقسیم کرنے کی تجویز کے مشترکہ مصنف لیز لی ایچ گلب ہیں جو کونسل آف فارن ری لیشن کے صدر رہ چکے ہیں۔ بائیڈن اور گلب لکھتے ہیں کہ چونکہ سنیوں کا علاقہ وسائل سے خالی ہے لہٰذا تیل سے محروم اس علاقے کو رقم فراہم کی جانی چاہئے۔ اس سلسلہ میں سنیوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے ملک کے تمام ترمحصولات کے 20 حصے کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے آئین میں ترمیم کرنی چاہئے بائیڈن اور گلب نے یہ بھی لکھا صدر بش کو ’’یقینی طور پر 2008ء تک فوجیوں کی واپسی اور نئی تعیناتی کیلئے ایک ملٹری منصوبہ بنانے کی ہدایت دینی چاہئے‘‘ انہوں نے لکھا کہ ایک چھوٹی مگر طاقتور اور بااختیار فوج تعینات ہونی چاہئے جو وہاں ایک طرف دہشت گردوں کا سامنا کرے اور دوسرے پڑوسیوں کو حد میں رکھ سکے۔ اگرچہ جارج بش کی انتظامیہ نے یہ امید ظاہر کی تھی کہ وزیراعظم کے عہدے کیلئے نئے نام کی منظوری کے بعد حالات معمول پر آجائیں گے لیکن جود المالکی کے وزیراعظم بننے کے بعد بھی ہلاکتوں کا سلسلہ ختم ہوتا نظر نہیں آتا اس لئے دفاعی ماہرین اور فوجی افسران بھی عراق کو تقسیم کرنے کے نظریہ پر غور کرنے لگے ہیں دریں اثنا عراق میں امریکی فوج کے آپریشن اور مختلف حملوں کے نتیجے میں گزشتہ دنوں سینکڑوں افراد ہلاک ہوگئے۔

صدر جلال طالبان نے کہا ہے کہ انہوں نے باغیوں سے ملاقات کی ہے اور تشدد روکنے کیلئے کچھ گروپوں سے سمجھوتہ ہوسکتا ہے طالبانی کے مطابق ان کی مزاحمت کاروں کے ۷ گروپوں سے بات چیت ہوئی ہے اور امن کے قیام کی امید ہے۔

طالبانی کے دفتر سے جاری ایک پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ صدر کا کہنا ہے کہ جن ۷ مسلح گروپوں نے ان سے ملاقات کی ہے ان کے ساتھ امن کی بحالی کیلئے سمجھوتہ ہوسکتا ہے پریس ریلیز کے مطابق امریکی افسران بھی اس ملاقات کے دوران موجود تھے۔ پریس ریلیز میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ طالبانی کا اشارہ سنی عرب فرقہ کے باغیوں کی طرف ہے۔

ادھر برطانوی خبر رساں ادارے کو دیئے گئے انٹرویو میں کولن پاول نے کہا گو کہ انہوں نے صدر بش کو امریکی فوج کی تعداد بڑھانے کا مشورہ دیا تھا تاہم وہ اب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ان کی درخواست مسترد نہیں کی گئی تھی۔ کولن پاول نے اعتراف کیا ہے کہ عراق جنگ کے بعد کی صورتحال سے نمٹنے کیلئے امریکی فوج کی تعداد کم تھی تاہم انہوں نے جنرل ٹومی فرینکس اور وزیر دفاع ڈونلڈ رمسفیلڈ کو اس حوالے سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا جبکہ صدر بش کو امریکی فوج کی تعداد بڑھانے کا مشورہ دیا تھا☆

اسلام اور دہشت گردی دو بڑے خطرے ہیں
جارج بش کے کلیدی مشیر کا خیال، ایران کے خلاف فوجی کارروائی کی دھمکی

ڈپلومیسی سے ایران نہ مانا تو امریکہ کے پاس اس کے خلاف فوجی کارروائی کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جائے گا۔ سابق ہندوستانی سفیر اور صدر جارج بش کے ایک کلیدی مشیر نے یہ خیال ظاہر کرتے ہوئے اسلام اور دہشت گردی کو ہندوستان اور امریکہ کیلئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا۔ ایران اور افغانستان پر امریکی پالیسیوں کے رابطہ کار اور قومی سلامتی کے نائب مشیر رابرٹ بلیک ول نے دہلی میں ایک سیمینار میں کہا کہ ایران مستقبل میں خطرناک ترین مسئلہ ہوگا اور امریکہ کے پاس صرف دو راستے رہ جائیں گے پہلی صورت یہ ہوگی کہ امریکہ خاموشی سے ایران کے ایٹمی پروگرام کو تسلیم کر لے۔ دوسرا راستہ فوجی کارروائی کا ہے۔ اوّل الذکر کی توقع نہیں جبکہ فوجی کارروائی کو بہر حال ٹالا جانا چاہئے۔

بلیک ول نے کہا کہ ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی ہے کہ ایران مصالحت کیلئے رضا مند ہو۔ 2 وسیع متبادل ہیں۔ اگر ڈپلومیسی ناکام رہی تو ۲ میں سے ایک راستہ اختیار کرنا ہوگا جبکہ دونوں راستے ہولناک ہیں۔ امریکہ کی فوجی کارروائی وہ آخری شے ہوگی جس کی اس خطے کو ضرورت ہو۔ اس حملے کا ردعمل آتش فشاں جیسا ہوگا۔ بطور ایک عظیم قوت ہندوستان کا عروج اور امریکہ ہند تعلقات کے موضوع پر منعقدہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایران کے ایٹمی پروگرام کے بعد یہ سوال آئے گا کہ اس کے نقش قدم پر کون چلے گا۔ انہوں نے کہا کہ کیا سنی حضرات شیعہ ایٹم بم کو تسلیم کرلیں گے؟ کیا اس خطہ کے ممالک ایران کے ایٹمی پروگرام سے پریشان نہیں ہوں گے؟ کیا پورے مشرق وسطی کی سنی حکومتیں اس کی نقل نہیں کریں گی؟ اصل خطرہ یہ ہوگا کہ اس خطے میں ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ پر اس کا اثر پڑے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس معاملے کا اثر ہندوستان اور امریکہ دونوں پر پڑے گا۔ جمہوریتوں، خاص طور سے ہندوستان اور امریکہ کے لئے انتہا پسند اسلام اور دہشت گردی، کو ۲ بڑے خطرات قرار دیتے ہوئے بلیک ول نے کہا کہ کوئی نہیں جانتا کہ ان دونوں کی مجموعی وسعت کتنی ہوگی۔ سابق امریکی سفیر نے کہا کہ اگلے سال کو خطرات سے پر زندگی گزارنے کا سال کہا جاسکتا ہے۔ اگلا سال مشرق وسطیٰ میں خطرناک ترین سال ہوگا۔ کیا ہندوستان اپنی مسلم آبادی کی وجہ سے اس سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

ہندوستان کو سوچنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتہا پسند اسلام کے مسئلے کا اسٹرا ٹیجک جواب جمہوریت کا پھیلاؤ ہے، جمہوریت کا پھیلاؤ اور عوامی ووٹ ایسی حکومتوں پر قابو پاسکتے ہیں بلیک ول کے مطابق گلوبلائزیشن چین کا عروج ہندوستان کا عروج اور بنیاد پرست اسلام بشمول دہشت گردی وہ چار بڑے تاریخی رجحانات ہیں جو مستقبل میں بین الاقوامی برادری کو متاثر کریں گے۔

پاکستان میں 35 سے زیادہ سیاسی کارکن لاپتہ ہیں

انسانی حقوق کمیشن نے کہا ہے کہ پاکستان میں 35 سے زیادہ سیاسی ورکر لاپتہ ہیں اور ان کی زندگی کے بارے میں تشویش لاحق ہوگئی ہے۔ کراچی میں سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے ساتھ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انسانی حقوق کمیشن کے سیکرٹری جنرل اقبال حیدر نے سیاسی کارکنوں کی گمشدگی کو اغوا قرار دیا اور کہا کہ ان کارکنوں میں اکثریت کا تعلق سندھ اور بلوچستان کی قوم پرست جماعتوں سے ہے۔

اقبال حیدر نے کہا کہ اگر حکومت کے پاس ان افراد کے خلاف شواہد اور الزامات موجود ہیں تو ان کو سامنے لایا جائے کیونکہ ملک کا قانون بلا ریمانڈ کسی کو حراست میں رکھنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اقبال حیدر کے بقول لاپتہ افراد میں جمہوری وطن پارٹی بلوچ اسٹوڈینٹس آرگنائزیشن، جئے سندھ متحدہ محاذ اور جئے سندھ قومی محاذ کے کارکن بھی شامل ہیں۔ پولیس کانفرنس میں لاپتہ افراد کے رشتہ دار اور سیاسی جماعتوں کے رہنما بھی موجود تھے۔

منیر مینگل کے بھائی علی اکبر مینگل نے بتایا کہ منیر دبئی میں بلوچ وائس، ٹی وی چینل کے ایم ڈی کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ چینل کے سلسلے میں وہ پیمرا کو درخواست دینے کے لئے چار اپریل کو بحرین سے کراچی ایئرپورٹ پہنچے تو بقول انکے انٹیلی جنس والے ان کو اٹھا کر لے گئے۔ اکبر مینگل نے بتایا کہ ہمیں اس حوالے سے کوئی معلومات نہیں دی جارہی کہ ان کو کہاں رکھا گیا ہے۔ اس اغواء پر جب ہم ایف آئی آر درج کروانے کیلئے تھانے گئے تو پولیس نے انکار کیا اور کہا کہ انٹیلی جنس ایجنسی کے خلاف مقدمہ درج نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جئے سندھ متحدہ مجاذ کے رہنما سلیم نے کہا کہ گزشتہ چھ ماہ سے انکے آٹھ کارکن لاپتہ ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ان کارکنان کو سندھ کے مختلف علاقوں سے خفیہ ادارے کے کارندے اغوا کر کے لے گئے ہیں جن کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ جمہوری وطن پارٹی کے رہنما شہزادہ ظفر جان اور کراچی سے انکے تین ساتھیوں کو اغوا کیا گیا ہے جن میں مرکزی نائب صدر سلیم بلوچ مرکزی ڈپٹی سکریٹری محمد سعید اور محمد سلیم شامل ہیں۔

دنیا پر غالب آنے کی خواہش مگر عمل !!!

پاکستان کی سیاست کہئے یا مجبوری کہ اس کے حکمران تو امریکہ کی گود میں بیٹھنے کی ہمہ وقت سعی کرتے رہتے ہیں اور عام پاکستانی امریکہ کے گرین کارڈ کا خواب دیکھتا رہتا ہے تیسرا طبقہ اس صورت حال کے برعکس امریکہ سے ٹکر لینے کی بات کرتا ہے جبکہ صورت حال یہ ہے کہ امریکہ کے فوجی ہوائی جہاز کسی بھی علاقے میں کسی بھی وقت بمباری کر سکتے ہیں بلکہ اس کی ایک مثال ابھی کچھ دنوں قبل وہ پیش کر چکے ہیں اور پاکستانی حکمران اس کے جواب میں ٹھیک طرح سے احتجاج بھی نہیں کر سکے۔ مشہور کالم نگار نذیر ناجی اس پس منظر میں لکھتے ہیں کہ ’’دنیا پر غالب آنے کا تصور ہمیں باقی دُنیا کے ساتھ محاذ آرائی کی طرف دھکیلتا ہوا ایسے مقام پر لے آیا ہے کہ اگر اب بھی اس سے چھٹکارا حاصل نہ کیا تو موجودہ پسماندگی کی جگہ تباہی اور بربادی کو ہمارا مقدر بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا‘‘۔

نذیر ناجی اسی مضمون میں آگے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ’’دنیا پر غالب آنے کی خواہش بری نہیں اگر یہ نیکی، خیر انسانیت اور خوفِ خدا پر مبنی اقدار کے فروغ کی خاطر ہو اور دین اسلام اس کی ہدایت کرتا ہے۔ مگر جو لوگ خود اسلام کے مختلف تصورات کے حامل ہیں اور ہر کوئی اپنے تصور کو حقیقی اسلام قرار دینے پر مصر ہو اور دوسرا تصور رکھنے والو کو کافر قرار دے کر مٹا دینے پر یقین رکھتا ہو اور ایسے لوگ اسلام کو پوری دُنیا پر نافذ کرنے کا دعویٰ کریں اور عملی طور پر دہشت گردی اور تخریب کاری کو اس کا ذریعہ بنائیں اور ان کا ہدف دُنیا کی انتہائی طاقتور اور ترقی یافتہ اقوام ہوں تو پھر نتیجے کے بارے میں کسی غور و فکر کی ضرورت نہیں رہتی جو تباہی کے سوا کچھ ہو بھی نہیں سکتا‘‘۔

وصایا ::منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 15941 ::میں محمد طفیل احمد ولد محمد ریاض احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 32 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.6.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3306 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شریف احمد — العبد محمد طفیل احمد — گواہ محمد انور احمد

وصیت 15942 ::میں زرینہ منیر زوجہ ملک محمد منیر قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 39 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 4.5.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر 40,000 روپے بذمہ خاوند۔ زیور طلائی ہار ایک عدد وزن 30.000 بالیاں ایک جوڑی 10.000 بالیاں ایک جوڑی 10.000 ایک انگوٹھی 00.510 میزان 50.510 قیمت -/21500 میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ملک محمد منیر — الامۃ زرینہ منیر — گواہ خواجہ بشیر احمد

وصیت 15943 ::میں صابرہ جمال زوجہ بی جمال الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن سنکرن کوئل ڈاکخانہ سنکرن کوئل ضلع ترونل ولی صوبہ تمل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15.2.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیور طلائی 96 گرام 22 کیرٹ قیمت 52000 حق مہر 20,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/250 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وسیم احمد صدیق — الامۃ صابرہ جمال — گواہ ایم رحمت اللہ

وصیت 15944 ::میں جمال الدین ولد باسکرن قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال معلم وقف جدید بیرون تاریخ بیعت جون 1995 ساکن سنکرن کوئل ڈاکخانہ سنکرن کوئل ضلع ترونل ویلی صوبہ تمل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15.2.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/2895 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وسیم احمد صدیق — العبد بی جمال الدین — گواہ ایم رحمت اللہ

وصیت 15945 ::میں زاہدہ خاتون زوجہ شفیع احمد غوری قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.6.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند 10,000 چین طلائی ایک عدد 12 گرام ۲۲ کیرٹ بالیاں ایک جوڑی 06 گرام نقرئی پازیب ایک جوڑی چار تولے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شفیع احمد غوری — الامۃ زاہدہ خاتون — گواہ محمد انور احمد

وصیت 15946 ::میں حافظ محمد ریحان سہارنپوری ولد محمد اکبر قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 23 سال تاریخ بیعت 10 نومبر 2000 ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.7.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3008 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ مبارک احمد — العبد حافظ محمد ریحان — گواہ عنایت اللہ

وصیت 15947 ::میں عظمیٰ جبین بنت منیر احمد حافظ آبادی قوم احمدی مسلمان پیشہ طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 13.6.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ منیر احمد حافظ آبادی — الامۃ عظمیٰ جبین — گواہ بشارت احمد حیدر

وصیت 15948 ::میں پی پی خدیجہ زوجہ ٹی کے رفیق قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال تاریخ بیعت 1982 ساکن کالکلم ڈاکخانہ کارپرم ضلع ملیرم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 01.04.82 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ کے 10/1 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ پانچ سینٹ زمین 1279/3 قیمت 150000 روپے۔ ایک عدد ہار طلائی 8 گرام ایک جوڑی بالی چار گرام۔ حق مہر ایک ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ٹی کے رفیق — الامۃ پی پی خدیجہ — گواہ ٹی ایم عبد الجلیل

وصیت 15949 ::میں ٹی کے رفیق ولد ٹی کے ابوبکر قوم احمدی مسلمان پیشہ فراغت عمر 44 سال پیدائشی احمدی ساکن کلکلم ڈاکخانہ کاراپورم ضلع مالاپورم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.4.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان مع زمین 10 سینٹ نمبر 1279/3 قیمت 150000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد — العبد ٹی کے رفیق — گواہ پی ایم عبد الجلیل

گرمی کے موسم کی بیماریاں اور روک تھام

ڈاکٹر طارق احمد S.M.O نور ہسپتال قادیان

اللہ تعالیٰ نے زندگی کی بقا کیلئے اپنی کمال حکمت سے الگ الگ موسم بنائے ہیں ہر چند مہینوں کے بعد موسم بدلتے ہیں گرمی سردی بارش بہار وغیرہ۔ موسم کی تبدیلی کے بغیر ہمارے کھانے پینے کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں اسی طرح موسم کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ کچھ بیماریاں بھی لاحق ہو جاتی ہیں انسان کو ان موسمی بیماریوں سے بچنے کیلئے جانکاری کی ضرورت ہے اور ان کے روک تھام کیلئے بھی علم ہونی چاہئے۔

گرمی شروع ہوتے ہی ہسپتال میں بخار جن میں Typhoid اور Malaria قابل ذکر ہیں دست الٹی وغیرہ کے مریض آنے شروع ہو جاتے ہیں اور بعض کی حالت زیادہ خراب ہوتی ہے انہیں ہسپتال میں داخل بھی کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کئی قسم کے - Dengue virm fiver یرقان وغیرہ بھی گرمی کے موسم میں زیادہ ہوتے نظر آتے ہیں۔ سخت گرمی کی وجہ سے پسینے زیادہ آتے ہیں جسم میں پانی اور نمک کی کمی بھی ہو جاتی ہے اسطرح تھکان لو لگنا heat stroke وغیرہ بھی گرمی کے موسم کی بیماریوں میں شامل ہیں۔ ان سے بچنے کیلئے عام طور پر جو احتیاط کرنی چاہئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ گرمی کے موسم میں سیر کرنا ہو تو صبح سویرے یا پھر شام کے وقت کرنی چاہئے۔

۲۔ سفر کرنا ہو تو کوشش ہونی چاہئے کہ صبح کے پہلے ہی سفر شروع کر دیا جائے دوپہر کو سفر کم کرنا چاہئے۔

۳۔ لباس ڈھیلے اور سوتی کے ہونے چاہئیں سفید یا ہلکے رنگ کے ہوں تو اچھا ہے جو سورج کی شعاعوں کو روک کر واپس کر دیتی ہیں اور جذب نہیں کرتی جس سے بدن زیادہ گرم نہیں ہوتا۔

۴۔ گرمی میں مشروبات زیادہ سے زیادہ استعمال ہونا چاہئے۔ لسی لیمو پانی شکنجوی جوس وغیرہ جس میں چینی اور نمک دونوں ہوں بہت مفید ہے سفر کے وقت بہت زیادہ مشروبات لینی چاہئے تاکہ پانی اور نمک دونوں کی کمی کو پورا کیا جائے۔ جو گرمی کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے کئی جگہ گرمی میں پینے اور نہانے کیلئے پانی کی بہت کمی ہوتی ہے اس لئے ایسے جگہ میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے پینے کا پانی صاف ہونا چاہئے جہاں پانی پینے کے قابل نہ ہو وہاں بیشک پانی کو اُبال کر چھان کر پینا چاہئے تاکہ ہر طرح کی جراثیم مر جائیں اور انفیکشن سے بچاؤ ہو جائے۔

۵۔ سخت دھوپ کے وقت جب باہر ماحول کی حرارت بھی بہت زیادہ ہو اور Humidity بھی زیادہ ہو اس وقت سخت جسمانی کام نہ کیا جائے تو بہتر ہے اگر مجبوراً کرنا ہو تو تھوڑی تھوڑی دیر میں ٹھنڈی جگہ پر کچھ وقت آرام کر لیا جائے اور شربت وغیرہ پی لی جائے۔

۶۔ گھر کا بنا ہوا کھانا کھایا جائے۔ باہر کا کھانا ہو تو کوشش کی جائے کہ ایسی جگہ کھانا کھایا جائے جہاں کھانا hygeinic ہونے کا امکان ہو کیونکہ کھانے میں اگر پہلے ہی Infection ہو تو یہ کھانا Cholera, Typhoid, Hepetitis وغیرہ بیماریوں میں مبتلا کر سکتا ہے یہ بیماریاں عام طور پر کھانے پینے کے راستے سے ہی انسان پر حملہ کرتی ہیں۔ ہری سبزیاں اور چیزیں زیادہ کھانی چاہئیں۔

۷۔ مچھر سے بچنے کیلئے مچھر دانی کا استعمال کیا جائے اس کے علاوہ Repellant اور Chloroquin کی گولیاں بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔

۷۔ گرمی کے موسم کی سنگین بیماریاں عموماً بے احتیاطی سے ہو جاتی ہیں جب انسان سخت گرمی کی پرواہ کئے بغیر مشقت بھرا کام کرتا رہتا ہے اور جسم کے اندر کی گرماہٹ دھیرے دھیرے بڑھ کر بدن کی حرارت بعض وقت 106 Degree F یا 108 Degree F یا اُس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے جبکہ Normal حرارت 98 ڈگری کے آس پاس رہتی ہے۔ تب انسان کا جسم اور خاص کر دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور حرارت کو کنٹرول کرنے والا مرکز بھی ناکام ہو جاتا ہے۔ انسان بے ہوش بھی ہو جاتا ہے اور فوری توجہ اور علاج نہ کیا جائے تو جان بھی چلی جاتی ہے ہر سال گرمی میں ان بیماریوں سے ہندوستان میں کئی ہزار لوگ مرجاتے ہیں جن میں اکثریت صرف ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کو سخت دھوپ میں مجبوراً محنت کا کام کرنا پڑتا ہے ایسے مریضوں کو تو فوری ہسپتال پہنچانا چاہئے۔ First Aid کے طور پر کپڑے اتار دیئے جائیں اور ٹھنڈے پانی سے یا تولیا سے جسم کو آہستہ آہستہ ٹھنڈا کیا جائے سر کو بھی ٹھنڈا کیا جائے۔ اگر ہوش میں ہے تو ٹھنڈی مشروبات پلائی جائیں۔

۹۔ سرکار اور سماج کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو نہانے کیلئے اور پینے کیلئے گرمی کے دنوں میں پانی مہیا کرے پانی صاف ہو اور پینے کے قابل ہو۔ شہروں میں جگہ جگہ پینے کے پانی کا انتظام ہونا چاہئے تاکہ غریب لوگ مزدور لوگ اور مسافر اور راہ گیر مفت پانی حاصل کر سکیں اور جسم میں پانی کی کمی کو پورا کر سکیں۔ اسی طرح آبادی والے علاقے میں مچھر مکھی وغیرہ کو کم کرنے کیلئے ضروری اقدامات کرنا چاہئے۔

سب سے ضروری چیز جو ہے وہ خدا کا فضل ہے انسان خدا کے فضل سے ہی جیتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ خدا سے دُعا مانگتے رہنا چاہئے تاکہ ان موسمی بیماریوں سے بچاؤ ہو سکے۔ صفائی اور پاکیزگی ایک بہت بڑی نعمت ہے اسلام نے صفائی کو ایمان کا جز قرار دیا ہے لہٰذا ہر انسان کو چاہئے کہ وہ خاص طور سے صفائی کا خیال رکھے اور روزانہ نہائے اور صاف کپڑے پہنے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام نوع انسان کو گرمی کے بداثرات سے محفوظ رکھے۔ اور بیماریوں سے نجات دے۔ آمین ☆☆☆

بقیہ:: خلافت مقاصد اور برکات

''میرا اپنا دل تو چاہتا ہے کہ گاؤں گاؤں ہمارے علماء اور مفتی ہوں جن کے ذریعہ علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری ہو۔ اور کوئی بھی احمدی باقی نہ رہے۔ جو پڑھا لکھا نہ ہو اور علوم دینی سے واقف نہ ہو میرے دل میں اس غرض کیلئے بھی عجیب عجیب تجویزیں ہیں (صفحہ 18)

اسی تسلسل میں آپ فرماتے ہیں۔

''یہ بہت ہی رونے اور گڑگڑانے اور دُعاؤں کا مقام ہے کیونکہ جب علماء نہ ہوں تو دین میں کمزوری آجاتی ہے میں تو بہت دُعائیں کرتا ہوں کہ اللہ اس نقص کو دور فرما دے'' (صفحہ ۲۰)

تعلیم شرائع

تعلیم شرائع کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:۔

''جب تک قوم کو شریعت سے واقفیت نہ ہو۔ انہیں معلوم نہ ہو کہ انہوں نے کیا کرنا ہے۔ عملی حالت کی اصلاح مشکل ہوتی ہے۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بیعت کرنے لگا۔ اُس کو کلمہ بھی نہیں آتا تھا اس لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کا کوئی فرد باقی نہ رہے۔ جو ضروری باتیں دین کی نہ جانتا ہو'' (صفحہ ۲۱)

چھوٹے احکام کی عظمت

شریعت کے چھوٹے اور بڑے سب حکموں کی پابندی کرنی چاہئے اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

''یہ مت سمجھو کہ چھوٹے چھوٹے احکام میں اگر پرواہ نہ کی جائے تو کوئی حرج نہیں یہ بڑی بھاری غلطی ہے جو شخص چھوٹے سے چھوٹے حکم کی پابندی نہیں کرتا وہ بڑے سے بڑے حکم کی بھی پابندی نہیں کر سکتا۔ خدا کے حکم سب بڑے ہیں بڑوں کی بات بڑی ہی ہوتی ہے جن احکام کو لوگ چھوٹا سمجھتے ہیں ان سے غفلت اور بے پرواہی بعض اوقات کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بعض چھوٹے چھوٹے احکام بتائے ہیں مگر ان کی عظمت میں کمی نہیں آتی۔ (صفحہ ۲۱)

تعلیم العقائد کی کتاب

اس لیکچر میں حضرت فضل عمرؓ نے جماعت کے عقائد کے متعلق ایک خاص کتاب کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ فرمایا'' میں نے حضرت صاحب سے بارہا یہ خواہش کی تھی کہ ایسا رسالہ ہو جس میں عقائد احمدیہ ہوں (صفحہ ۲۳)

''میں چاہتا ہوں کہ علماء کی ایک مجلس قائم کروں اور وہ حضرت صاحب کی کتابوں کو پڑھ کر اور آپ کی تقریروں کو زیر نظر رکھ کر عقائد احمدیہ پر ایک کتاب لکھیں اور اس کو شائع کیا جاوے'' (صفحہ ۲۳)

تزکیہ نفس کیلئے ضروری امور

اس لیکچر میں آپ نے بیان فرمایا کہ تزکیہ نفس کیلئے یہ امور ضروری ہیں (۱) سب سے بڑا اور ناقابل خطا ہتھیار دُعا ہے فرمایا خدا کے فضل سے میں بہت دُعائیں کرتا ہوں۔ تم بھی دُعاؤں سے کام لو (صفحہ ۲۵) اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے (صفحہ 25)

۲۔ قرآن مجید کی تلاوت، تعلیم الکتاب والحکمۃ سے تزکیہ پیدا ہوتا ہے (۳) تزکیہ نفس کا ایک ذریعہ قادیان بار بار آنا ہے۔ فرماتے ہیں'' یہ بالکل درست ہے کہ مسیح موعود کے مقامات دیکھنے سے ایک رقت پیدا ہوتی ہے اور دُعا کی تحریک ہوتی ہے۔ اس لئے قادیان میں زیادہ آنا چاہئے'' (صفحہ 26)

اس لیکچر میں آپ نے دنیاوی ترقی کیلئے مدارس اور کالج کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

☆☆☆

میٹرک سے قبل مالی تنگی کی وجہ سے

تعلیم چھوڑنے والے طلباء کے والدین توجہ فرمائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ کو اپنے مکتوب گرامی VM1654 مورخہ 27.2.06 میں توجہ دلائی ہے کہ

''احمدی طلباء کے والدین جو اپنی مالی تنگی اور غربت کی وجہ سے بچوں کو تعلیم نہیں دلوا سکتے اس لئے آپ جائزہ لیں کہ ہندوستان میں ایسے کتنے طلباء ہیں جو میٹرک سے پہلے اپنی پڑھائی چھوڑ چکے ہیں۔ اور اس کی وجوہات کیا ہیں جو بچے ہوشیار ہوں انکو پڑھانے کی طرف توجہ دیں......'' اس ارشاد کی روشنی میں نظارت تعلیم طلباء کے والدین زونل امراء صدر جماعت ہائے احمدیہ سیکریٹریان تعلیم سے عرض کرتی ہے کہ وہ ایسے تمام طلباء اور طالبات کا جائزہ لے لیں۔ اور صرف مالی تنگی کی وجہ سے تعلیم چھوڑنے والے طلباء کو سکول میں داخل کروائیں۔ جن کو مالی امداد کی ضرورت ہے وہ نظارت سے رجوع کریں ایسے طلباء کے مکمل کوائف آنے پر حسب قواعد امداد دیئے جانے کے بارے نظارت غور کرے گی انشاء اللہ۔ (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 55 | Thursday | 25th May 2006 | Issue No. 21

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 250/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

جامعہ احمدیہ قادیان میں داخلہ کے خواہشمند متوجہ ہوں

جامعہ ا [illegible] کا تعلیمی سال یکم اگست 2006 سے شروع ہو رہا ہے واقف زندگی یا وقف زندگی کے خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ مقررہ فارم پر اپنی درخواست جامعہ احمدیہ کو ارسال کرکے داخلہ فارم جامعہ احمدیہ سے حاصل کر سکتے ہیں نیز داخلہ کیلئے ضروری معلومات بھی جامعہ احمدیہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

شرائط داخلہ: (۱) درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کیلئے تیار ہو۔ (۲) جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو، مکمل صحت کا ہیلتھ سرٹیفکیٹ ہمراہ ہونا چاہئے جو کسی مقررہ مستند ہسپتال کا ہو۔ اور جس پر امیر جماعت و صدر جماعت کے تصدیقی دستخط ہوں۔ (۳) تعلیم کم از کم میٹرک پاس اور نمبر پچاس فیصد ہوں اور انگلش کا مضمون لیا گیا ہو۔ میٹرک پاس امیدوار کی عمر 17 سال سے زائد نہ ہو۔ اور 2+10 انٹر پاس امیدوار کی عمر 19 سال سے زائد نہ ہو۔ (۴) قرآن کریم ناظرہ صحیح تلفظ سے جانتا ہو۔ (۵) خواہشمند امیدوار میٹرک کے امتحان کے بعد مقامی مبلغ یا مقامی معلم یا کسی اور ذریعہ سے قرآن مجید ناظرہ اور اردو روانی سے لکھنا اور پڑھنا سیکھتے رہیں۔ نیز دینی معلومات پر مشتمل کتب کا بھی مطالعہ کریں۔ قرآن مجید اور اردو سیکھنے کا تصدیقی سرٹیفکیٹ امیر جماعت / مقامی صدر جماعت کی تصدیق سے ہمراہ لائیں۔ (۶) امیدوار غیر شادی شدہ ہو۔ (۷) درخواست دہندہ اپنی درخواست مقررہ فارم مکمل کر کے مع سندات (میٹرک سرٹیفکیٹ اور ہیلتھ سرٹیفکیٹ) امیر جماعت / صدر صاحب سے تصدیق کروا کر 30 جون 2006ء تک بذریعہ رجسٹری ڈاک پرنسپل جامعہ احمدیہ کو بھجوا دیں اس کے بعد موصول ہونے والے فارم داخلہ قابل قبول نہ ہوں گے۔ فیکس سے بھجوائے ہوئے فارم و سندات قابل قبول نہ ہوں گے۔ (۸) امیدوار کو داخلہ امتحان میں شرکت کیلئے اجازت نامہ بھجوایا جائے گا اس اجازت کے ملنے پر ہی طالب علم امتحان کیلئے آسکے گا۔ (۹) امیدوار کو آمد و رفت کے اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے داخلہ امتحان میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے تمام اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے۔ (۱۰) امیدوار موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ ہمراہ لیکر آئیں۔ (۱۱) جن امیدواروں کو قادیان بلایا جائے گا ان کا تحریری اور زبانی ٹیسٹ (قرآن مجید ناظرہ اور اردو و انگریزی میٹرک کے معیار کا) ہوگا انٹرویو میں دینی معلومات کے علاوہ جنرل معلومات کے سوال بھی کئے جائیں گے۔ (۱۲) تحریری اور زبانی ٹیسٹ میں پاس ہونے والے امیدوار کو ہی جامعہ احمدیہ میں داخلہ مل سکے گا۔

نوٹ: جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنے کو یقینی بنائیں، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں اردو عربی اور انگریزی کے معیار کو نیز دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں کتب سیرت النبیؐ سیرت حضرت مسیح موعودؑ مختصر تاریخ احمدیت کامیابی کی راہیں دینی معلوات شائع کردہ خدام الاحمدیہ نیز اخبار بدر، مشکوٰۃ اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں۔

داخلہ برائے حفظ کلاس

جامعہ احمدیہ قادیان میں حفظ کلاس بھی قائم ہے، حفظ کلاس کا تعلیمی سال بھی یکم اگست سے شروع ہوتا ہے اس کلاس میں داخلہ لینے کیلئے درج ذیل شرائط ضروری ہیں۔ ۱۔ امیدوار کی عمر دس سال سے زائد نہ ہو۔ ۲۔ امیدوار ناظرہ قرآن مجید صحیح تلفظ سے پڑھتا ہو۔ ۳۔ امیدوار کو جامعہ احمدیہ قادیان کی مذکورہ شرائط داخلہ کی شرط نمبر ۲ شرط نمبر ۴ شرط نمبر ۷ (ہیلتھ سرٹیفکیٹ اور کوچنگ سرٹیفکیٹ کی حد تک شرط نمبر ۸ شرط نمبر ۹ اور شرط نمبر ۱۰ پر عمل کرنا ہوگا۔

نوٹ: داخلہ کے تعلق سے ہر قسم کی خط و کتابت پرنسپل جامعہ احمدیہ سے کی جائے۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

سالانہ صوبائی اجتماع مجلس انصار اللہ اڑیسہ

مجلس انصار اللہ اڑیسہ کا سالانہ صوبائی اجتماع امسال مورخہ 9-8 جولائی بمقام جماعت احمدیہ پنکال منعقد ہو رہا ہے۔ زعماء کرام مجالس انصار اللہ اڑیسہ سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ نمائندگان کو اس اجتماع میں شریک کرنے کی کوشش کریں۔ نیز وہ خود بھی اس اجتماع میں شامل ہو کر جملہ پروگرام کو کامیاب بنائیں۔ جزاکم اللہ۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

جامعۃ المبشرین قادیان میں داخلہ کے خواہشمند متوجہ ہوں

جملہ امراء و صدر صاحبان و مبلغین کرام کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم اگست 2006 سے جامعۃ المبشرین قادیان کا نیا تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے۔ خواہش مند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ داخلہ فارم پر ہیڈ ماسٹر جامعۃ المبشرین کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم جامعۃ المبشرین سے حاصل کر سکتے ہیں۔

شرائط داخلہ:: (۱) درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہش مند ہو۔ (۲) جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو (معذور نہ ہو) (۳) تعلیم کم از کم میٹرک ضروری ہے۔ (۴) قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ (۵) عمر بیس سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ (۷) امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع ۴ عدد فوٹو (Stamp Size) 30 جون 2006ء تک دفتر جامعۃ المبشرین میں بھجوا دیں۔ داخلہ فارم پہنچنے پر ان کے کوائف کا جائزہ لینے کے بعد جامعۃ المبشرین کی طرف سے جن طلباء کو انٹرویو کیلئے بلایا جائے وہی قادیان آئیں۔

☆...... تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی جامعۃ المبشرین میں داخل کیا جائے گا۔

☆...... قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی کے اخراجات بھی خود کرنے ہوں گے۔

☆...... امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم، سرد کپڑے رضائی، بستر وغیرہ ہمراہ لے کر آئیں۔

☆...... یہ کورس تین سال کا ہوگا اور معلمین کا تقرر عارضی بالمقطعہ گریڈ میں ہوگا۔

نصاب :: تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا

اردو۔ ایک مضمون اور درخواست

انٹرویو: اسلامیات بشمول تاریخ احمدیت، جنرل نالج انگلش ریڈنگ، اردو ریڈنگ قرآن مجید ناظرہ۔

خط و کتابت کیلئے پتہ

Principal, Jamiatul Mubashreen,
Guest House Civil Line, Qadian-143516 Distt. Gurdaspur (Punjab)
Mob. 9872121505, (O) 01872-222474

(پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان)

انعامی مقالہ نویسی

زیر انتظام نظارت نشر و اشاعت قادیان

نظارت نشر و اشاعت خلافت جوبلی کی مناسبت سے ایک انعامی مقالہ بعنوان ''مذاہب عالم میں خلافت کا نظام اور خلافت احمدیہ کا قیام'' کا مقابلہ کروا رہی ہے۔ یہ مقالہ کم از کم 300 فل سکیپ صفحات پر مشتمل ہونا چاہئے۔ جن کی شرائط درج ذیل ہوں گی۔

☆...... مقالہ صفحہ کے ایک طرف صاف اور خوشخط لکھا ہو۔

☆...... تمام تر حوالے مکمل اور صاف صاف دیئے جائیں۔

☆...... مقالہ 30 اپریل 2007 سے قبل نظارت نشر و اشاعت میں آجانا چاہئے۔ دیر سے آنے والے مقالے مقابلہ میں شامل نہ ہوں گے۔

☆...... مقالوں کے جملہ حقوق نظارت نشر و اشاعت کے ہوں گے

☆...... اوّل آنے والا مقالہ دفتر نشر و اشاعت کی طرف سے صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر شائع کیا جائے گا۔

اوّل آنے والے مقالہ نویس کو مبلغ سات ہزار روپے کا انعام اور دوم آنے والے کو چار ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا۔

(ناظر نشر و اشاعت قادیان)

Composing & Designing by: Krishan Ahmad Qadian